اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (الحدیث)

روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں دوں گا

## کتابُ الصّیام

مسمّٰی بہ

# احکام رمضان


تصنیف

علامہ مفتی محمد انصر القادری



ناشر

ادارہ تبلیغ الاسلام

جامع مسجد خضرا ۸۱ سٹریٹ جیکسن ہائٹس نیویارک

نام کتاب .................. احکام رمضان

تصنیف .................. علامہ مفتی محمد النصر القادری

تصحیح .................. کوثر چشتی آف نیویارک (شاعر، ادیب، نقاد)

باہتمام .................. حافظ محمد صابر، خطیب و چیف امام
(مکی مسجد کونی آئی لینڈ بروکلین نیویارک)

خصوصی کاوش .................. سید قلب عباس شاہ، حافظ منور حسین قادری
.................. قاری طیب علی قادری، علامہ عدیل شہزاد قادری

کمپوزر .................. محمد اکرام اللہ بٹ ۰۳۰۰-۶۲۱۲۳۵۰

خصوصی احکامات .................. چوہدری محمد اعجاز شاہد، محمد سلیم بٹ
الحاج شمس بھٹی، الحاج مرزا شبیر احمد
آف برانکس نیویارک۔

تاریخ اشاعت .................. جون 2008ء

ناشر .................. ادارہ تبلیغ الاسلام، نیویارک


## ملنے کے پتے

☆.........جامع مسجد خضرا ۸۱ سٹریٹ جیکسن ہائیٹس نیویارک

☆.........طارق گفٹ سنٹر، بریڈفورڈ

☆.........رضا بک شاپ، شاہ حسین روڈ، گجرات

☆.........شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور

# حُسنِ ترتیب (احکامِ رمضان)

# انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے والدِ محترم، مردِ درویش، باباجی محمد رفیق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔ جو حسد، بغض، کینہ، غیبت اور چغلی جیسی بیماریوں سے بہت دور تھے اور انتہائی ملنسار، منکسر المزاج اور درویشانہ صفات کے حامل تھے جن کو دیکھ کر گمان ہوتا تھا کہ وہ اس زمانے کے نہیں بلکہ عرصہ پہلے کے انسان تھے۔ جن کی محفل میں ہر وقت عارفانہ کلام پڑھنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ قبلہ والد مکرم رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں اور دعاؤں نے مجھ ناچیز کو طالب علم بنا دیا۔ میرے والد مکرم رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ فروری ۲۰۰۶ کو قضاء الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَ اَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَاَوْسِعْ مَدْخَلَہٗ وَ اغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

العبد: محمد انصر القادری

# کتاب الصیام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (القرآن)

ترجمہ......اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

## روزہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

روزہ کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں اور اس کی جمع صیام ہے اور لغت میں صوم کا معنی ہے رُکنا، باز رہنا، چاہے طعام ہو یا کلام۔

لغت کی مشہور کتاب المنجد میں ہے:

صَامَ ، یَصُوْمُ صَوْمًا وَاِصْطَامَ

روزہ رکھنا، چلنے، پھرنے، بولنے، کھانے پینے سے رک جانا۔

(المنجد ص ۴۸۸ مطبوعہ خزینہ عملیات وادب لاہور)

اور کہا جاتا ہے "صَامَتِ الرِّیْحُ" ہوا کا رک جانا

جبکہ قرآن میں ہے:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا

(مریم ۲۶)

یعنی میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ

کروں گی۔

اور اصطلاح شرع میں صوم کا مطلب ہے:

طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت تقرب الٰہی کھانے، پینے اور جماع سے باز رہنا۔ جس طرح کہ ہدایہ اور قدوری میں ہے:

اَلصَّوْمُ هُوَ الْاِمْسَاکُ عَنِ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ نِهَارًا مَعَ النِّيَّةِ

(المختصر القدوری ص ٦٦ مکتبہ رحمانیہ لاھور)

یعنی روزہ رُکے رہنے کا نام ہے دن میں کھانے، پینے اور جماع کرنے سے نیت کے ساتھ۔

اور یہ تعریف کلام الٰہی سے ماخوذ ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۔

(البقرہ ۱۸۷)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پو پھٹ کر) پھر پورا کرو روزے کو رات تک۔

## روزے کی فرضیت:۔

رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے امت محمدیہ پر اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلے لوگوں اور پہلی امتوں پر فرض تھے روزہ عبادت قدیمہ ہے زمانہ آدم علیہ السلام سے لے کر شریعت مصطفویہ تک تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے ہیں اگرچہ ایام اور احکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔ رمضان المبارک کے روزے ۱۰ شوال المکرم ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔

(خزائن العرفان ص ۵۰ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

## ارکان اسلام

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں اور روزہ ان میں سے ایک ہے جو ان پانچ ارکان میں سے کسی ایک کی فرضیت کا انکار کرے ▪ بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے البتہ جو شخص فرض کا اقرار کرنے کے باوجود اس پر عمل پیرا نہ ہو وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو رہا ہے، فاسق اور فاجر ہے اور عذابِ نار کا مستحق ہے۔

بنیادی ارکان اسلامی کے لئے صحیحین کی یہ روایت جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ ۔

(بخاری ومسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

۱......اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

۲......نماز قائم کرنا

۳......زکوٰۃ ادا کرنا

۴......(استطاعت کی صورت میں خانہ کعبہ کا) حج کرنا

۵......رمضان المبارک کے (پورے مہینے کے) روزے رکھنا

## رمضان کی وجہ تسمیہ

امام بغوی کا فرمان ہے کہ رمضان ایک مہینے کا نام ہے یہ رمضاء سے مشتق ہے

جس کے معنی پتھر کے گرم ہونے کے ہیں عرب شدید گرمی کے موسم میں بھی روزے رکھتے تھے یہ حسن اتفاق ہے عرب قبائل نے جب مہینوں کی نام رکھے تو اس زمانہ میں رمضان نہایت گرمی میں آیا چنانچہ انہوں نے اس مہینے کا نام رمضان رکھ دیا اور ایک قول کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب)

## رمضان کے پانچ حروف کی تشریح:۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوری لکھتے ہیں رمضان میں پانچ حروف ہیں

☆......راء سے مقربین کے لئے رضائے الٰہی

☆......میم سے گناہوں کے لئے مغفرت خداوندی

☆......ضاد سے اطاعت کرنے والوں کے لئے ضمانت خداوندی

☆......الف سے متوکلین کے لئے الفت خداوندی

☆......نون سے صادقوں کے لئے نوال اور عطائے الٰہی کی طرف اشارہ ہے

(نزہۃ المجالس)

## عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:۔

سید الاسیاد، فرد الافراد، قطب الاقطاب، واھب المراد، مرجع الاوتاد، نافع البلاد دافع الفساد، محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی، عارف حقانی قندیل نورانی، شمع لاثانی، پیر پیراں، میر میراں، الشیخ، السید، ابومحی الدین، غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے پانچ حروف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ا......رمضان کے حرف راء سے رضوان اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۲......رمضان کے حرف میم سے محبۃ اللہ یعنی محبت الٰہی حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۳......رمضان کے حرف ضاد سے ضمان اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۴......رمضان کے حرف الف سے الفت الٰہی مل جانے کی طرف اشارہ ہے۔

۵......رمضان کے حروف نون سے نور اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے طرف نور ملنے کی طرف اشارہ ہے۔

(غنية الطالبين)

مذکورہ گفتگو سے معلوم ہوا جو شخص رمضان المبارک کی برکتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے، دن کو ایمان واحتساب سے روزہ رکھتا ہے رات کو خلوص وللٰہیت سے قیام کرتا ہے، نماز تراویح ادا کرتا ہے تو اس کو ان پانچ خوشخبریوں سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ اس کو رضائے الٰہی بھی مل جاتی ہے، محبتِ خداوندی اور ضمان الٰہی بھی اس کا مقدر بن جاتی ہے، انوار والفت بھی اس کو عطا کیے جاتے ہیں اور پھر عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس مبارک مہینہ میں مقربین کے لئے رضائے الٰہی کی نوید ہے اور گنہگاروں کے لئے بخشش ومغفرت کا وعدہ ہے اور فرمانبرداروں کے لئے قبولیت کی ضمانت ہے اور بھروسہ اور توکل کرنے والوں کے لئے محبت والفت الٰہی کے ملنے کی خوشخبری ہے اور صادقین کے لئے جود و نوال اور عطا وکرم کی بشارت ہے۔

آگے بڑھیے، اپنے پیچھے آنے والوں کا انتظار نہ کیجئے، دامن مراد بھریئے، رحمتِ خداوندی اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ آپ کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ خود نچھاور ہونا چاہتی ہے، وہ تمہارے انتظار میں ہے۔ کشکول طلب بڑھایئے، رحمت ونور سے جھولی بھر جائے گی۔

# فضائل رمضان المبارک

## صبر اور ہمدردی کا مہینہ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
کہ آخر شعبان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا! اے لوگو تم پر عظمت والا مہینہ سایہ کرر ہا ہے یہ مہینہ برکت والا ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے یہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں اور جس کی راتوں کا قیام نفل بنایا ہے جو اس مہینہ میں کسی نفلی نیکی سے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہے تو اسے فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا تو اسے دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ آپس میں ہمدردی کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور آگ سے اس کی گردن آزاد ہو جائے گی اور اس کو روزے دار کا سا ثواب ملے گا روزہ دار کے ثواب میں کمی کے بغیر۔،،

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص کے پاس روزہ افطار کرانے کا انتظام نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کے ایک گھونٹ، کھجور یا گھونٹ بھر پانی سے کسی کو افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا جس کے بعد جنت میں

جانے تک وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول میں رحمت درمیان میں بخشش اور آخر میں آگ سے آزادی ہے جو اس مہینہ میں اپنے غلام سے نرمی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد کر دے گا"۔

(مشکوۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

## دوزخ سے آزادی اور جنت میں داخلے کا مہینہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور غیبی پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائی چاہنے والے آ ...... اور اے برائی چاہنے والے باز آجا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے

(مشکوۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

## جنت کا ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے ہے:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کا نام ہے "باب الریان" عربی زبان میں دروازے کو باب کہتے ہیں اور ریان کا مطلب ہے تروتازگی، سیرابی، سبزی، یہ دروازہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف روزہ داروں کے لیے خاص فرمایا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ روزہ رکھنے والے وہ افراد جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے اگر وہ رحمت الٰہی اور شفاعت مصطفوی کی برکت سے جنت میں چلے بھی گئے تو وہ پھر بھی اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکتے اس لئے کہ یہ دروازہ صرف روزہ داروں

کے لئے ہے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمّٰی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ.

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام ریان رکھا گیا ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔

## روزہ دار کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں:

رمضان المبارک کی بہت سی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس مبارک مہینے میں روزہ داروں اور قیام کرنے والوں کی گذری ہوئی زندگی کے پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

جو شخص ایمان اور طلب ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور جو ایمان اور طلب ثواب کے لئے رمضان میں قیام کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور جو ایمان اور طلب ثواب کے لئے شب قدر میں قیام کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

## رمضان میں شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں:

شیطان، انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ اولاد آدم سے ہر وہ کام کروانے کی کوشش کرتا ہے جو اس کو اللہ سے دور کر دے کیونکہ اس نے انسان کو بہکانے کی اور گمراہ کرنے کی قسم کھائی ہے، اور اپنے لئے مہلت مانگی ہے۔ وہ اور اس کی ذریت طرح طرح کے وسوسات سے انسانوں کو اپنا آلہ کار بنانے میں مصروف عمل رہتے ہیں مگر رمضان المبارک میں اللہ کا فضل و کرم اس طرح ہمارے شامل حال ہوتا ہے کہ شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِیْ مُنَادٍ يَايَا بَاغِیَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَالِكَ كُلُّهٗ لَيْلَةٍ

(مشکوۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے! آ اور اے برائی چاہنے والے! باز آ، اور اللہ کی طرف سے لوگ آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

## رمضان کے لئے جنت سجائی جاتی ہے:۔

اعزاز و اکرام اور جود و نوال کے بڑے خوبصورت اور پرزور مظاہرے پورا سال

امتِ محمدیہ کے لئے جاری رہتے ہیں مگر رب کی رحمت کا جو مظاہرہ رمضان میں دیکھنے کے لئے ملتا ہے اس کا اپنا ہی انداز ہے اس کی جو رحمتیں رمضان المبارک میں قیام کرنے، روزہ رکھنے اور قرآن پڑھنے والوں کے لئے وقف ہوتی ہیں اس کی مثال کسی اور جگہ دیکھنے کے لئے نہیں ملتی۔ پورا سال کارخانہ قدرت میں رمضان اور اہل رمضان کے لئے تیاری ہوتی رہتی ہے۔ جیسے یہ مبارک مہینہ جلوہ فرما ہوتا ہے رب کی رحمتیں نچھاور ہونے لگتی ہیں۔

یہ حدیث ملاحظہ فرمایئے، جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَارَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ اَعْيُنُنَا وَتَقَرُّ اَعْيُنُهُمْ بِنَا۔

(مشکوۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

بے شک جنت شروع سال سے اگلے سال تک سنواری جاتی ہے فرمایا جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حورعین پر ایک خوشگوار ہوا چلتی ہے تو حوریں عرض کرتی ہیں یارب اپنے بندوں کو ہمارا خاوند بنا ان سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

سبحان اللہ، رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوتے ہی عید الفطر کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی اگلے سال کی تیاری پھر سے شروع ہو جاتی ہے اور سجایا جا رہا ہے، آراستہ کیا جا رہا ہے، زیبائش کی جا رہی ہے، کس کی؟ جنت کی جو پہلے ہی جنت ہے اور ایسی ہے نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی، نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا، اور سجا

کون رہا ہے؟ فرشتے! تو کیسے سجائی جاتی ہے اس کی سجاوٹ ہمارے گمان سے بالاتر ہے، پھر خاص قسم کی ہوا چلتی ہے وہ بھی عرش کی نیچے سے، پھولوں اور خوشبوؤں سے معطر ہو کر حوروں پر پہنچتی ہے اور پھر حوروں کی دعا تو دیکھئے کہ ایسے خاوند عطا کر جو محبت کرنے والے ہوں ہماری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں، پتہ چلا کارخانہ قدرت میں بھی رمضان المبارک انوکھی اور نرالی نعمت ہے۔

## رمضان المبارک سیّد الشہور ہے

اللہ رب العزت کے ہاں سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے چار مہینے ان میں سے حرمت والے ہیں، بعض ایام کو بعض خصوصیات کی وجہ سے فضیلت اور بلند درجہ حاصل ہے، جیسے جمعۃ المبارک ہے سید الایام کہلاتا ہے، شب قدر ہے، قرآن کے نزول نے اس شب کو ہزار مہینے کی راتوں سے افضل بنا دیا ہے لیلۃ البرائۃ کہلاتی ہے، سوموار کا دن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے، میلاد النبی کا دن کہلاتا ہے، خود نبی اکرم ﷺ نے اس دن روزہ بھی رکھا ہے اسی طرح جمعۃ المبارک کی رات ہے بقیہ راتوں سے افضل مانی جاتی ہے وجہ یہ کہ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پشتِ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رحم آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل ہوا اس طرح رمضان المبارک کا مہینہ تمام مہینوں کا سردار ہے، بعض کتابوں میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

سید البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔
سید العرب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
سید الفارس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔
سید الروم حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں۔
سید الحبش حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

سید القریٰ مکۃ المکرمہ ہے۔

سید الاودیہ وادی بیت المقدس ہے۔

سید الایام جمعۃ المبارک ہے۔

سید اللیل لیلۃ القدر ہے۔

سید الکتب قرآن مجید ہے۔

سید السور سورۃ بقرہ ہے۔

سید الآیۃ آیۃ الکرسی ہے۔

سید الحجر حجر اسود ہے۔

سید البئر بئر زمزم ہے۔

سید العصا عصاء موسیٰ ہے۔

سید الحوت حوت یونس ہے۔

سید الابل ناقۃ الصالح ہے۔

سید الفرس براق ہے۔

اور سید الشھور شہر رمضان ہے یعنی تمام مہینوں کا سردار رمضان المبارک ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

## رمضان المبارک کے پانچ خصوصی انعامات:۔

رمضان المبارک کی خصوصی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مہینے میں اہل ایمان کو پانچ خصوصی انعامات سے نوازا ہے جو اس سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کیے گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں:

۱......وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے

۲......وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يَفْطِرُوْا

اوران کے لئے (دریااور سمندر) کی مچھلیاں بخشش طلب کرتی رہتی ہیں یہا ں تک کہ وہ افطار کر لیتے ہیں۔

۳......وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّةً ثُمَّ يَقُوْلُ يُوْشِكُ عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ اَنْ يُلْقُوْا عَنْهُمُ الْمُؤْنَةَ وَيَصِيْرُوْا اِلَيْكَ

اور اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو ان کے لئے آراستہ فرماتا ہے پھر فرماتا ہے قریب ہے کہ میرے نیکوکار بندے مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تمہاری طرف آئیں۔

۴......وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا يَصِلُوْا فِيْهِ اِلٰى مَا كَانُوْا يَصِلُوْنَ اِلَيْهِ فِیْ غَيْرِهٖ

اور اس میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے وہ اس مہینے میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن برائیوں تک غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

۵......وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِیْ آخِرِ لَيْلَةٍ

اور اس مہینے کی آخری شب میں ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ

عرض کیا گیا یارسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے۔

قَالَ لَا وَلٰكِنِ الْعَامِلُ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ

فرمایا نہیں اور لیکن حقیقت یہ ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اسی وقت دے دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کر لیتا ہے۔

## رمضان کے بہت سے نام ہیں:

اس مبارک مہینے کی عظمتوں، رفعتوں، برکتوں، سعادتوں اور بلندیوں کے پیش نظر بہت سے اسماء اور القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱......اس مبارک مہینے کو حدیث میں شَهْرُ الْمُوَاسَاتِ بھی کہا گیا ہے یعنی ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ۔

۲......اس کو شَهْرُ الصَّبْرِ بھی کہا گیا ہے یعنی صبر کرنے کا مہینہ۔

۳......اس کو شَهْرُ اللہِ بھی کہا گیا ہے یعنی اللہ کا مہینہ۔

۴......اس کے بارے میں یہ الفاظ بھی ہیں شَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ یعنی یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

۵......اس کو شَهْرٌ عَظِيْمٌ بھی کہا گیا ہے یعنی عظمتوں والا مہینہ۔

۶......اس کو شَهْرٌ مُبَارَكٌ بھی کہا گیا ہے یعنی برکتوں والا مہینہ۔

۷......اس کو شَهْرُ النِّعْمَةِ بھی کہا گیا ہے یعنی نعمتوں والا مہینہ۔

۸......اس کو شَهْرُ الزِّيَادَةِ بھی کہا گیا ہے یعنی ثواب اور رزق، عزت اور عظمت میں زیادتی کا مہینہ۔

۹......اس کو شَهْرُ الْعَاصِيْنَ بھی کہا گیا ہے یعنی گناہ گاروں کی بخشش کا مہینہ اور فرمایا:

اَوَّلُه' رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُه' مَغْفِرَةٌ وَآخِرُه' عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ

یعنی اس کا اول رحمت اس کا وسط بخشش اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی کا ہے

اور بعض کتب میں لکھا ہے:

رجب حرمت کا مہینہ ہے۔

شعبان خدمت کا مہینہ ہے۔

رمضان نعمت کا مہینہ ہے۔

رجب عبادت کا مہینہ ہے۔

شعبان زہد کا مہینہ ہے۔

رمضان ثواب کا مہینہ ہے۔

رجب میں نیکیاں دوگنا ہوتی ہیں۔

شعبان میں برائیاں دور کی جاتی ہیں۔

رمضان میں کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

رجب سبقت لے جانے والوں کا مہینہ ہے۔

شعبان میانہ روی اختیار کرنے والوں کا مہینہ ہے۔

رمضان گناہ گاروں کی بخشش کا مہینہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

## روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں:

فطرت نے جن کی خلقت و جبلت میں سعادت رکھی ہوتی ہے ان کو نیکی کر کے ایک عجیب سی خوشی اور فرحت محسوس ہوتی ہے، نیکی کا کوئی موقعہ وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے چاہے ان کو اس کی کتنی ہی قیمت چکانی پڑ جائے نیکی کرنا ان کی عادت کا حصہ بن جاتا ہے اور نیکی کر کے وہ فرحت محسوس کرتے ہیں مگر روزہ داروں کے لئے ایک نہیں بلکہ دو خوشیاں ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِیْنَ یُفْطِرُ وَحِیْنَ یَلْقٰی رَبَّهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ رِیْحِ مِنَ

الۡمِسۡکِ۔ (سنن نسائی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱/۳۰۸)

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے لئے دوخوشیاں ہیں ایک خوشی اس کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس کو اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

## روزہ دوزخ سے بچاتا ہے:۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس اور اس سے بھی پہلے جنگوں کے اندر جبکہ جنگیں تلوار سے لڑی جاتی تھیں، تلوار کے وار سے بچاؤ کے لئے جو آلہ استعمال ہوتا اس کو ڈھال کہتے جیسے ہی مخالف مبارز طلبی کے بعد حملہ آور ہوتا تلوار کا وار کر کے دشمن کا کام تمام کرنا چاہتا تو مشاق اور ماہر جنگ آزما اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال کا استعمال بڑی چابکدستی اور خوبصورتی سے کرتے، تلوار کے وار کو ڈھال پر لیتے اور پھر جوابی حملہ کرتے، احادیث میں روزہ کو ڈھال سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح ڈھال تلوار سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ انسان کو دوزخ سے بچاتا ہے

حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

اَلصَّوۡمُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ کَجُنَّۃِ اَحَدِکُمۡ مِنَ الۡقِتَالِ

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۱۱۸)

روزہ دوزخ سے ڈھال ہے جیسے ڈھال تم میں سے کسی ایک کو لڑائی میں بچاتی ہے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں:

اَلصَّوۡمُ جُنَّۃٌ (سنن نسائی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۱)

روزہ ڈھال ہے

اور ایک روایت میں ہے

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ مَالَمْ یَخْرُقْھَا

(سنن نسائی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۱)

روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو پھاڑا نہ جائے

روزہ رکھنے والا دوزخ سے کس قدر دور کیا جاتا ہے اس کا اندازہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زَحْزَحَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا.

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۳)

جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال کی راہ سے دوزخ سے دور کردیتا ہے

ذرا غور فرمایئے جو شخص ایک روزہ اللہ کے لئے رکھے وہ ستر سال کی راہ سے دوزخ سے دور کردیا جاتا ہے اور جو شخص پورا مہینہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے دوزخ سے دور ہونے کا کیا حال ہے

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث پڑھئے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ .(ترمذی)

جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق بنا دیتا ہے جیسے زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

## روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت کریں گے:

رمضان اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اسی مبارک مہینے میں قرآن اتارا گیا، اسی مبارک مہینے کی آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات وہ ہے جسے شب قدر کہا جاتا ہے اور شب قدر کی گھڑیوں کو ہی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں قرآن کا نزول ہوا، اسی مبارک مہینے میں قرآن کی تلاوت نماز تراویح میں کی جاتی ہے روزہ دار فجر کے بعد گھروں میں، مسجدوں میں تلاوت قرآن کرتے ہیں، کوئی دن کو پڑھتا ہے کوئی رات کو پڑھتا ہے، عجیب نورانی گھڑیاں ہوتی ہیں اور پاکیزہ ماحول ہوتا ہے۔ روزے دار روزے کی لذت اور قرآن کی تلاوت کی لذت سے اپنی عبادت کا مزہ حاصل کرتے ہیں، قیامت کے دن روزہ اور قرآن دونوں شفاعت کریں گے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهٗ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهٗ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ .

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۱۷۳)

روزے اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے روزے عرض کریں گے اے رب میں نے اسے دن میں کھانے اور شہوت سے روکا پس اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا میں اسے رات میں سونے سے روکا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما پس دونوں کی شفاعت قبول ہوگی۔

## روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں قرآن پاک میں فرمایا:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. (ابراھیم: ۳٤)

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہ شمار کر سکو اس کا

اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے، ان ہی نعمتوں میں سے صحت ہے، دولت ہے، حسن ہے، علم ہے، مال ہے، وغیرذالک انسان ان نعمتوں کا جتنا بھی شکرادا کرے کم ہے اور شکر کی بہت سی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ رضائے الٰہی کی خاطر ان کو دوسروں کے لئے خرچ کرے، مال و دولت کا شکرانہ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے، یعنی یوں کہیئے ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے، مال و دولت کی زکوٰۃ صدقہ وخیرات ہے، علم کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے، اور صحت وتندرستی کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں بھوک اور پیاس برداشت کی جائے۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہوجاتا ہے، خرچ کرنے سے علم اور پروان چڑھتا ہے، بھوک اور پیاس برداشت کرنے اور روزہ رکھنے سے باطنی صفائی ہوجاتی ہے اس لیے روزہ کو جسم کی زکوٰۃ فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲۵/۱)

ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

اور ایک روایت میں ہے:

اَلصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ

روزہ آدھا صبر ہے۔

## روزہ کی جزا

ہر نیک عمل کی ایک جزا ہوتی ہے اور وہ جزا اس عمل کے مطابق ہوتی ہے، نہ کم، نہ زیادہ مگر اللہ تعالیٰ کی ہاں امتِ محمدیہ کے لئے فضل وکرم کا یہ حال ہے کہ کسی عمل کی جزا دس گنا عطا کرتا ہے کسی نیکی کا اجر سات سو گنا عطا کرتا ہے اور کسی کو بلاحساب عطا کرتا ہے مگر روزہ کی شان جداگانہ ہے اس کی جزا نیکیوں کی صورت میں نہیں بلکہ رضائے ربانی کی صورت میں ملتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضٰعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِاَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّه' لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَه' وَطَعَامَه' مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّه' اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَه' فَلْيَقُلْ اِنِّيْ اِمْرَءٌ صَائِمٌ

(بخاری)

ابن آدم کی ہر نیک کو بڑھایا جاتا ہے دس گناہ سے لے کر سات سو گناہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں دوں گا روزہ دار میرے لئے اپنی خواہش نفسانی اور بھوک کو چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی ہو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کوئی روزہ سے ہو تو نہ بدکلامی کرے اور نہ دنگا فساد پھر اگر کوئی اُسے برا کہے یا اس سے

لڑے تو اسے یہ کہنا چاہیئے کہ میں روزے سے ہوں۔

## روزہ دار کے لئے ہر شئے دعا کرتی ہے:

ایک حدیث میں آقائے دوعالم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب مومن ماہِ رمضان میں بیدار ہوتا ہے اور پڑا کروٹیں بدلتا ہے اور ذکرِ خدا میں لگا رہتا ہے تو اُسے فرشتہ کہتا ہے کہ اُٹھ خدا تجھ پر رحم کرے پس جب وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اِس کا بچھونا اِس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے عطا فرما اور جب وہ جوتا پہنتا ہے تو وہ اُس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ تعالیٰ! اِس کے قدم پُل صراط پر ثابت قدم رکھنا اور جب وہ برتن لیتا ہے تو وہ اِس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ! اِس کو جنت کے آبخورے عطا فرما، اور جب وضو کرتا ہے تو پانی اِس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ! اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک اور صاف کردے اے اللہ! اس کی لحد کو منور کردے اور اس پر اس کی قبر کشادہ کی جاتی ہے اور خدا اس کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور فرماتا ہے اے بندے! تیری جانب سے دعا ہے اور ہماری جانب سے قبولیت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اس کی سانسیں تسبیح ہیں اور اس کی دعا مقبول ہے اور اِس کے گناہ بخشے ہوئے ہیں اور اس کے عمل دوچند ہوتے ہیں۔

(نزھت المجالس)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرَمَهَا فَقَدْ حَرَمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يَحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ.

رمضان آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مہینہ آیا اِس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اِس سے محروم رہا وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اِس

کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو پورا محروم ہے۔

(سنن ابن ماجه مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی ۱/۱۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:
جب رمضان کا مہینہ آتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔

(بیهقی شریف)

## اعمال سات قسم ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں

☆......دو عمل واجب کرنے والے ہیں

☆......اور دو کا بدلہ اِن کے برابر ہے

☆......اور ایک عمل کا بدلہ دس گنا ہے

☆......اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو گنا ہے

☆......اور ایک عمل وہ ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی جانے

وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں اِن میں سے ایک یہ کہ جو خدا سے اِس حال میں ملا کہ خالص اِس کی عبادت کرتا تھا کسی کو اِس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا اِس کے لئے جنت واجب ہے۔

☆......دوسرا یہ کہ جو خدا سے اِس حال میں ملا کہ اس نے شرک کیا ہے تو اِس کے لئے جہنم واجب ہے۔

☆......اور وہ دو جن کا بدلہ برابر ہے۔

☆......جس نے بُرائی کی اِس کو اِسی قدر سزا دی جائے گی۔

☆......جس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر عمل نہ کیا تو اِس کو ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا۔

☆......جس نے نیکی کی اُسے دس گنا ثواب ملے گا

☆......جس نے ربّ کے راستے میں خرچ کیا اِس کو سات سو کا ثواب ملے گا ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سات سو دینار

☆اور روزہ اللہ عزوجل کے لئے ہے اِس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا

(بیہقی شریف)

## جن کی دعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین شخصوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔

۱......روزہ دار کی افطاری کے وقت

۲......عادل بادشاہ کی

۳......مظلوم کی

اس کو اللہ تعالیٰ اَبر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانے بعد۔

(ترمذی ، ابن ماجہ ،ابن حبان)

## ہر روز جہنم سے آزادی ملتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کی طرف نظر فرمائے گا تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے ہیں اِن کے مجموعہ کے برابر اِس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ ملائکہ! اِس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام کرلیا فرشتے عرض کرتے ہیں اِس کو پورا اجر دیا جائے اللہ عزوجل فرماتا ہے تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے سب کو بخش دیا۔(اصبہانی)

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان المبارک کیا چیز ہے؟ تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔

## مقصدِ اعلیٰ:

اسلام میں روزے کا مقصدِ اعلیٰ اور غرض وغایت یہ ہے کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ، روزے کا مقصد صرف یہ نہیں کہ کھانے سے، پینے سے، اور وظیفہ زوجیت سے رکے رہو، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ اور اعمال بد سے انسان مکمل طور پر دستکش ہو جائے تم پیاس سے تڑپ رہے ہو بھوک سے تمہارا پیٹ کتاب بنا ہوا ہے اور تمہیں کوئی دیکھنے والا نہیں، کوئی ٹوکنے والا بھی نہیں، ہاتھ روکنے والا بھی نہیں، اور کسی کو اِس کی کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی، ٹھنڈے پانی کی صراحی اور نفیس خوش ذائقہ مرغن غذائیں پاس رکھی ہیں لیکن تم ہاتھ بڑھانا تو ایک طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں

کرتے اِس کی وجہ صرف یہی ہے کہ خدا کے حکم کی عزت و عظمت تمہارے دل میں اِس قدر جاگزیں ہے کہ کوئی جذبہ بھی اِس پر غالب نہیں آسکتا اور روزہ ہی اِس کی عظمت اور ہیبت الٰہی کے دل میں قائم ہونے کا سبب بنا اب جب حلال چیزیں تم نے اپنے ربّ کے حکم سے ترک کر دیں تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ کے لئے تم پر حرام کر دیا ہے (یعنی چوری، رشوت، بد دیانتی، لوٹ مار، ڈاکہ زنی، قتل و غارت شراب نوشی، زنا وغیرہ) اگر یہ مراقبہ پورا ہو جائے تو کیا تم اِن کا ارتکاب کر سکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں، مہینہ بھر کی اِس مشق کا مقصد یہی ہے کہ تم سال کے بقیہ گیارہ مہینوں کو بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے یونہی گزار دو۔

جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں لیکن جھوٹ، غیبت، چغل خوری، نظر بازی وغیرہ سے باز نہیں آتے اِن کے متعلق حضور آقائے نامدار، مدنی تاجدار، حبیب کردگار، نور الانوار، سرالاسرار، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں اعلان فرما دیا ہے کہ:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْجَهْلِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۱۲۱)

یعنی جو جھوٹ بولنا اور جہالت کی باتیں کرنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی حاجت نہیں کہ اس کے لئے کوئی کھانا پینا چھوڑ دے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

روزہ سپر ہے جب تک کہ اِسے پھاڑا نہ گیا ہو عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑے گا فرمایا جھوٹ سے۔

## روزہ کے مدارج

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ روزہ کے تین درجے ہیں۔

۱......عوام کا روزہ تو یہ ہے کہ شکم اور شرمگاہ کو خواہشات سے روکے رکھیں

۲......خواص کا روزہ یہ ہے کہ گناہوں سے ہاتھ پاؤں آنکھ، کان، ناک وغیرہ کو روکے رکھیں۔

۳......اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے بچے رہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوری لکھتے ہیں:

کہ ایک مجوسی نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے سامنے رمضان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اُسے مارا اور کہنے لگا تو نے احترام اسلام اور احترام رمضان کیوں نہ کیا پھر اسی ہفتے میں اس کا انتقال ہو گیا شہر کے کسی عالم نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اُسے پوچھا کہ کیا تو مجوسی نہ تھا اُس نے کہا کیوں نہیں، میں مجوسی تھا لیکن جب میری موت آ پہنچی تو خدا نے ماہِ رمضان کا احترام کرنے کی وجہ سے مجھے مشرف باسلام کر دیا۔(نزہۃ المجالس)

## رمضان المبارک پا کر بھی برکتوں سے خالی رہنے والوں کیلئے وعید

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں۔ ہم حاضر ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے پہلے درجے پر چڑھے تو فرمایا آمین، دوسرے پر چڑھے فرمایا آمین، تیسرے پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے ہم نے عرض کی کہ آج ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایسی بات سنی کہ پہلے کبھی نہ سنتے تھے فرمایا: جبرائیل امین میرے پاس آئے اور عرض کیا کہ وہ شخص ہلاک ہو جس نے رمضان کو پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی میں نے کہا آمین، جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو جبرائیل نے کہا وہ شخص ہلاک ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو جبریل نے کہا کہ وہ شخص ہلاک ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آ جائے ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے میں نے کہا آمین۔

(مستدرک حاکم مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۵/۲۱۳)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# سحری وافطاری کا بیان

۱.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَةً

سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۷/۱)

۲.....حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔

(مسلم، ابو داود، نسائی)

۳.....حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعت، ثرید اور سحری میں۔

(طبرانی کبیر)

نوٹ:

شوربے دار گوشت میں روٹی توڑ کر بھگودیں تو اس کھانے کو اہل عرب اپنی زبان میں ثرید کہتے ہیں یہ کھانا قدیم اہل عرب کے ہاں باقی کھانوں پر فضیلت رکھتا تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی خوبیوں کا جامع ہے غذائیت کے ساتھ ساتھ اس میں لذت بھی بہت ہوتی ہے اور قوت بھی بھرپور ہوتی ہے دوسرے کھانوں کی طرح چبانے میں دانتوں پر زیادہ بوجھ نہیں پڑتا، حلق سے نیچے جلدی اتر جاتا ہے۔ اس جامعیت کی وجہ سے بھی اس میں برکت ہے اور دیگر وجوہات سے بھی۔ واللہ ورسولہ اعلم

۴.....ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(ابن حبان)

۵......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھانے سے دن کے روزے پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔ (ابن ماجہ)

۶......حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ سحری تناول فرما رہے تھے۔ ارشاد فرمایا یہ برکت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے اسے نہ چھوڑنا۔

(سنن نسائی)

۷......عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تین شخصوں پر کھانے میں ان شاء اللہ حساب نہیں جبکہ حلال کھایا ہو۔

۱......روزہ دار

۲......سحری کھانے والا

۳......سرحد پر گھوڑا باندھنے والا

(طبرانی کبیر)

۸......ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کُل کی کُل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(مسند امام احمد)

۹......سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی)

۱۰......سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ

کرے۔ (صحیح ابن حبان)

۱۱......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی)

۱۲......یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔

۱......افطار میں جلدی کرنا

۲......سحری میں تاخیر

۳......نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا

۱۳......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

۱۴......سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔

(ابو داود، ترمذی، ابن ماجه)

۱۵ـــــانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔

(ابو داود)

۱۶......زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جو روزہ دار کا روزہ افطار کروائے یا غازی کا سامان کردے تو اسے بھی اتنا ہی ملے گا۔

(نسائی، ابن خزیمه)

۱۷......سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا فرشتے رمضان المبارک کے مہینے کے اوقات میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرائیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔

## روزہ افطار کرنے کی نیت:

حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:
اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔ (ابو داود)
ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کرتا ہوں۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

# روزہ توڑنے والی چیزیں

۱......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت اور بغیر مرض کے افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہو سکتا اگرچہ رکھ بھی لے۔

(بخاری، ابو داود، ترمذی)

مراد اس سے یہ کہ وہ فضیلت جو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے تو روزہ رکھ کر توڑ دینا تو اس سے بھی سخت تر ہے اور شدید تر ہے۔

۲......ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے میں نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں انہوں نے کہا ہم سہل کر دیں گے۔ میں چڑھ گیا ۔جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں۔ میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں۔ انہوں نے کہا یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے گئے۔ میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ خون بہتا ہے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیتے ہیں۔ (ابن حبان، ابن خزیمہ)

۳......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں جن پر اسلام کی بناء مضبوط کی گئی ہے جو ان میں ایک کو ترک کرے ■ کافر ہے اس کا خون حلال ہے۔ کلمہ توحید کی شہادت اور نماز فرض اور روزہ رمضان۔ اور ایک روایت میں ہے جو ان میں سے ایک ترک کرے ■ اللہ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہیں۔ (ابو یعلیٰ)

**مسئلہ:**

کھانے، پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔

(عامہ کتب)

**مسئلہ:**

حقہ، سگار، سگریٹ، چرٹ، وغیرہ سے روزہ جاتا رہتا ہے اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں پہنچا تا ہو، بلکہ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

(بہار شریعت)

**مسئلہ:**

شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ یونہی دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر یا کم ہی تھا مگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو نہیں۔

(درمختار)

**مسئلہ:**

روزے کی حالت میں دانت نکلوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اگرچہ سونے میں ایسا ہوا تو روزہ کی قضا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

**مسئلہ:**

کوئی چیز پاخانہ کے مقام پر رکھی اگر اس کا دوسرا سرا باہر ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقا جاتا رہا یہی حکم شرمگاہ زن کا ہے۔ شرمگاہ سے مراد یہاں فرج داخل ہے۔ یونہی اگر ڈورے میں بوٹی باندھ

کر نگل لی اگر ڈورے کا دوسرا سرا باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر دوسرا سرا بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔

(در مختار، عالمگیری)

**مسئلہ:**

عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا بشرطیکہ پاخانہ کے مقام پر اس جگہ رکھی ہو جس جگہ عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (عالمگیری، در مختار، رد المحتار)

**مسئلہ:**

مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پہنچ گیا روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (در مختار)

**مسئلہ:**

مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی تو روزہ جاتا رہا۔ خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اگر معلوم نہ ہو دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور دوا تر تھی تو جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہ گیا۔

(عالمگیری)

**مسئلہ:**

کلی کر رہا تھا کہ بلاقصد پانی حلق سے نیچے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جب کہ روزہ دار ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً ہو یونہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی وہ اس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری، جوہرہ)

**مسئلہ:**

دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنی ہی تھوک ہاتھ میں لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔
(عالمگیری)

**مسئلہ:**

منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

ڈورا بٹا اسے تر کرنے کے لئے منہ پر گزارا پھر سہ بارہ یونہی کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ ڈورے سے جدا ہو کر کچھ رطوبت منہ میں رہی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔
(جوہرہ)

**مسئلہ:**

آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل گیا اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی روزہ جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

پاخانہ کا مقام باہر نکل آیا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اٹھے کہ تری بالکل نہ رہے اور کچھ پانی اس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

عورت کا بوسہ لیا، یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو روزہ فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

قصداً منہ بھر قے کی اور روزے دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر منہ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی اور بھر منہ ہے اور اس نے لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ:

قے کے یہ احکام اس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یہ صفراء یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔ (عالمگیری)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا وہ اپنے روزے کو پورا کرے کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا۔ (بخاری، مسلم)

۲......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر قے نے غلبہ کیا اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی اس پر روزہ قضا ہے۔ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

۳......انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی میری آنکھ میں مرض ہے کیا روزے کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا، ہاں۔ (جامع ترمذی)

۴......ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں۔ پچھنے، قے اور احتلام۔

**نوٹ :**

یہاں پر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا جس طرح کہ عنوان سے ظاہر ہے رہی یہ بات کہ ان چیزوں سے روزہ بے نور ہوتا ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ یہ چیزیں مکروہ ہیں یا نہیں، یا یہ کہ یہ چیزیں روزے کی حالت میں جائز ہیں یا ناجائز، اس سے اس باب کو تعلق نہیں ان سب چیزوں کا بیان اپنے اپنے مقام پر ہوگا۔

**مسئلہ:**

بھول کر کھایا، پیا، جماع کیا، روزہ فاسد نہ ہوا، خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزے دار ہے رتو اب فاسد ہو جائے گا بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (درمختار، رد المحتار)

**مسئلہ:**

کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے۔ یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا مگر جب کے روزے دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے بعض مشائخ نے کہا کہ جوان کو دیکھے تو یاد دلا دے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور دراصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف کا لحاظ ہے۔ لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا اگر قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا جانوروں کے کھر یا ٹاپ سے غبار اڑ کر حلق میں پہنچا اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا ہو تو روزہ فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ کی خوشبو سلگتی تھی اس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یونہی حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا

ہے اور اگر روزہ دار ہونا یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر پیئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔

(در مختار، ردالمحتار)

**مسئلہ:**

بھری سنگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا۔ اگر چہ تیل یا سرمہ کا مزا حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا۔

(جوہرہ، ردالمحتار)

**مسئلہ:**

بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یونہی عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا اگر چہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کا خیال کرنے سے انزال ہوا اگر چہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (جوہرہ، در مختار)

**مسئلہ:**

غسل کیا اور پانی کی خنکی اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی باہر پھینک دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھی تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نگل گیا مگر تھوک کے ساتھ ہڑ کا کوئی جز حلق مین نہ پہنچایا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور تنکے پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا اگر چہ چند بار کیا ہو یا دانت یا منہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اتر جائے گی وہ اتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا۔ مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔

(در مختار، فتح القدیر)

**مسئلہ:**

روزہ دار کے پیٹ مین کسی نے تیر بھونک دیا، اگر چہ اس کی بھال یا پیکان پیٹ

کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلی تک زخم تھا کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔

(درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ:**

بات کرنے میں ہونٹ تھوک سے تر ہو گئے اور اسے پی گیا یا منہ سے رال ٹپکی مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آ گئی بلکہ ناک سے باہر آ گئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکھار منہ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ:**

مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگلی تو جاتا رہا۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

بھولے سے جماع کر رہا تھا یاد آتے ہیں الگ ہو گیا یا صبح صادق سے پہلے جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی الگ ہو گیا روزہ نہ گیا اگرچہ دونوں صورتوں میں انزال ہو گیا ہو اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونا یاد آنے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے اور صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔ (درمختار)

**مسئلہ:**

بھولے سے کھانا کھا رہا تھا یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اگل دیا روزہ نہ گیا نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔

(عالمگیری)

مسئلہ:

غیر سبیلین میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا یونہی ہاتھ سے منی نکالنے میں اگر چہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔ (درمختار)

مسئلہ:

چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اگر انزال ہوا تو جاتا رہا جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چھوا تو روزہ نہ گیا اگر چہ انزال ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ:

احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگر چہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا۔ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث میں فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے اگر چہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے

(در مختار، بہار شریعت)

مسئلہ:

جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارا دن جنب رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک جان بوجھ کر غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا کہ جنب جس گھر میں ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ:

تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق میں اتر گئی تو روزہ نہ گیا مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

## جن چیزوں سے روزہ ٹوٹنے کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے

**مسئلہ:**

رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے کہ ادائے روزہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو شہوت ہے اس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی دوا یا غذا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لئے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ مگر ان صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام پر خشک انگلی رکھی اب ان افعال کے بعد قصداً کھا پی لیا ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اور اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہل شہر کا اس پر اعتماد ہو اور اس کے فتوے دینے پر اس نے قصداً کھا لیا یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اس غلط فہمی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا لیا تو اب کفارہ لازم نہیں اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا جو حدیث اس نے سنی وہ ثابت نہ ہو۔

(درمختار، بہار شریعت)

**مسئلہ:**

جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔

(جوہرہ)

**مسئلہ:**

مسافر بعد صبح کے ضحوہ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کرلی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزے کی نیت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔

(عالمگیری)

**مسئلہ:**

کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے افطار کرنے کی رخصت ہوتی مثلاً عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے کفارہ ساقط نہ ہو گا کہ یہ اختیاری امر ہے یونہی اگر اپنے آپ کو زخمی کرلیا اور حالت یہ ہوگئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا کفارہ ساقط نہ ہو گا۔ (جوہرہ)

**مسئلہ:**

وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہو گا۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔ (جوہرہ)

**نوٹ:**

مجبوری سے مراد یہ نہیں کہ ذرا سا کسی نے دھمکایا یا ڈرایا یا ضد کی بلکہ مجبوری سے مراد یہاں اکراہ شرعی ہے جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید لگانے کی دھمکی دی جائے اور روزہ دار کو یقین ہو کہ اگر میں اس کا کہا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے کر گذرے گا۔

مسئلہ:

کفارہ واجب ہونے کے لئے پیٹ بھر کر کھانا ضروری نہیں تھوڑا سا کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جائے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ:

تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم نے ہی روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا اب اس نے کھالیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

لعاب تھوک کر چاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفارہ نہیں مگر محبوب کا لذت کے لئے یا کسی بزرگ کا بطور تبرک تھوک نگل گیا تو کفارہ لازم ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو ورنہ ان میں کفارہ دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ:

کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے مگر جبکہ سڑا ہو یا اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں مگر گل ارمنی اور وہ مٹی جس کے کھانے کی اسی عادت ہے کھائے تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے زیادہ کھایا تو نہیں۔

(جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ:

نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھائی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون غالب ہو نگل گیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔

(جوہرہ)

مسئلہ:

کچی بھی کھائی، یا پستہ یا اخروٹ مسلم یا خشک بادام مسلم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے سمیت انار کھالیا تو کفارہ نہیں اور خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلم نگل لیا تو نہیں اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب ہے یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جب کے کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:

خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے کچے چاول، باجرا، مسور، مونگ، کھائی تو کفارہ نہیں یہی حکم کچے جو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

تل یا تل برابر کوئی کھانے کی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔

(در مختار)

**مسئلہ:**

دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا اس نے کھالیا یا خود اس نے منہ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

بشرطیکہ اس کے چبائے ہوئے کو لذت یا تبرک نہ سمجھتا ہو۔ (بہار شریعت)

**مسئلہ:**

سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل گیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔ (عالمگیری، بہار شریعت)

**مسئلہ:**

مشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

رمضان میں روزہ دار قتل کے لئے لایا گیا اس نے پانی مانگا کسی نے اسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا اس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ نہیں۔ اسی طرح عورت کو معین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا اس نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا اور حیض نہ

آیا تو کفارہ ساقط ہوگیا، اسی طرح اگر یقین تھا کہ آج دشمن سے لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہ ہوا۔ (درمختار)

## روزہ توڑنے کا کفارہ

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہوسکے تو لونڈی یا غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہ کرسکے (اور نہ کرسکنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے پاس نہ غلام ہے نہ لونڈی اور نہ اتنا مال ہے کہ خرید سکے یا یہ کہ مال تو رکھتا ہے مگر رقبہ میسر نہیں جس طرح کہ آج کل کے زمانے میں ہمارے ملکوں میں ایسا ہونا ممکن نہیں ہے) تو پے در پے ساٹھ روزے اس طرح رکھے کہ درمیان میں کوئی ناغہ نہ ہو یہ بھی نہ کرسکے تو ساٹھ مساکین کو دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلادے۔ یاد رہنا چاہئے کہ روزہ کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھے پہلے کے روزے شمار نہ ہوں گے اگرچہ انسٹھ روزے رکھ چکا ہو، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہ ہوں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے روزے دونوں مل کر ساٹھ ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔ (اخذ مفہوم از بہار شریعت بحوالہ کتب کثیرہ)

**مسئلہ:**

دو روزے توڑے تو دونوں کے لئے دو کفارے دے اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ ادا نہ کیا ہو۔ (ردالمحتار)

**مسئلہ:**

جو دو روزے توڑے گئے وہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لئے کافی ہے۔

(جوہرہ)

**مسئلہ:**

آزاد، غلام، مرد، عورت، بادشاہ، فقیر، سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے۔ (ردالمختار)

**مسئلہ:**

روزے سے کفارہ ادا کرنے میں شرط یہ ہے کہ نہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو، نہ عیدالفطر نہ عیدالاضحیٰ، نہ ایام تشریق (ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ) ہاں اگر مسافر ہو تو ماہ رمضان میں کفارے کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے مگر ایام منہیہ میں اسے بھی اجازت نہیں۔ (جوہرہ، درمختار)

**مسئلہ:**

روزے اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینے کے ختم پر کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے انتیس کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے تو ساٹھ پورے رکھنے ہوں گے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لئے اور یہ انتیس دن کا مہینہ ہوا اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لئے کہ انسٹھ دن ہوئے جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمختار)

**مسئلہ:**

مسئلہ روزوں سے کفارہ ادا ہونے میں شرط یہ ہے کہ پچھلے روزے کے ختم تک غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو یہاں تک کہ پچھلے روزے کی آخری ساعت میں بھی اگر قدرت پائی گئی تو روزے ناکافی ہیں بلکہ غلام آزاد کرنا ہوگا اور اب یہ روزہ نفل ہوا اس کا پورا کرنا مستحب رہے گا۔ اگر فوراً توڑ دے گا اس کی قضا نہیں البتہ اگر کچھ بعد توڑے گا تو قضا لازم ہے۔

(درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ:

روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھا ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلادے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلادے یا متفرق طور پر مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے رکھنے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارے میں روزے رکھنے ہوں گے اور اگر ایک وقت ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا یا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ:

شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو ان میں نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر جوان کی پوری خوراک کا اسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ:

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جن کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلادے اور شام کیلئے قیمت دے دے یا شام کو کھلادے اور صبح کو کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلادے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد میں جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔ (در مختار، ردالمحتار)

مسئلہ:

کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ

ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا ہو تو اور بہتر ہی اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ:**

ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ فطر اسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اس کو سب بطور اباحت دیا تو صرف اس ایک دن کا ادا ہوا یوں ہی اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دئے یا دو دو صاع جو تو صرف تیس کو دینا قرار پائے گا یعنی تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دئے ہوں اور اگر دونوں میں دئے تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔

**مسئلہ:**

دوسرے نے بغیر اس کے حکم سے کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اور کفارہ اس کے حکم سے ہے تو صحیح ہے مگر جو صرف ہوا وہ اس سے نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے حکم کرتے وقت یہ کہہ دیا ہو کہ جو صرف ہو میں دوں گا تو لے سکتا ہے۔ (بہار شریعت)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

# وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ:

یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی کھایا یا پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ:

بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا تھا یا قے ہوئی ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھا لیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ:

کان میں تیل ٹپکایا، پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکر، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیت روزہ، روزے کی طرح رکھا یا صبح کو نیت نہیں کی یا دن میں زوال سے پہلے نیت کی اور بعد نیت کھا لیا یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزۂ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولا چلا گیا یا بہت سا پسینہ یا آنسو نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو جماع کے قابل نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا اگر کوئی کپڑا حائل ہو مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا اگرچہ وہ رمضان کی ہی قضا ہو۔ یا عورت روزے دار سو رہی

تھی سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کرکے رات ہے سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہوچکی تھی یا یہ گمان کرکے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے افطار کرلیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور روزہ افطار کرلیا بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار)

**مسئلہ:**

مسافر نے اقامت کی، حیض و نفاس والی عورت پاک ہوگئی، مجنوں کو ہوش آ گیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے تڑوادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں چلی گئی، کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہوچکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کردیا حالانکہ دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اسے روزے کی مثل گذارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں، باقی سب پر قضا واجب ہے۔ (درمختار)

**مسئلہ:**

نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہوسکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس کی قضا واجب نہیں۔

(ردالمحتار)

**مسئلہ:**

بچہ کی عمر دس سال کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اسے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

حیض ونفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی اگر ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر روزہ کی نیت کرلی تو آج کا روزہ نہ ہوا نہ فرض، نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آکر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔ (درمختار)

مسئلہ:

صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی یا یاد آنے پر فوراً جدا ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

میت کے روزے قضا ہوگئے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کردے یعنی جبکہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں کردے تو بہتر ہے۔

(کتب کثیرہ)

فوت شدگان کو ان کی وفات کے بعد فائدہ کون کون سے اعمال سے پہنچ سکتا ہے اس موضوع پر مؤلف کتاب ہذا کی کتاب حسن العاقبۃ بایصال ثواب العبادۃ کا مطالعہ کیجئے جس میں ایصالِ ثواب کی مروجہ طرزوں پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مختصر مگر جامع کتاب آپ کو اس موضوع پر دیگر کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کردے گی۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# روزے کے مکروہات

۱......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔

(بخاری، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجۃ)

۲......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزہ سے سوائے پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

(ابن ماجۃ، نسائی)

۳......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ جائے عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑے گا ارشاد فرمایا جھوٹ یا غیبت سے۔

(طبرانی)

۴......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو۔ روزہ تو یہ ہے کہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بچا جائے۔

(ابن حبان، حاکم)

۵......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ دار کو مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہو کر یہی سوال کیا تو انہیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی بوڑھے تھے اور جن کو منع

فرمایا جوان تھے۔

(ابو داود)

۶ــــ عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا۔

(ابو داود، ترمذی)

**مسئلہ:**

جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ بات کہنا، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزے میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہیت آتی ہے۔ (بہار شریعت)

**مسئلہ:**

روزہ دار کے لئے کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔

## چکھنا اور چبانا

چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ عورت کا شوہر یا باندی، غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اسی وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔

چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا بچہ کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو چبا کر اسے دے تو بچہ کے کھلانے کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔

(در مختار)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لئے اس میں سے تھوڑا سا کھا لینا کہ یوں ہو تو کراہیت کیسی روزہ ہی جاتا رہا بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان

پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔ (بہارِ شریعت)

**مسئلہ:**

بلا عذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا ہے یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہیت نہیں جبکہ اس کی حاجت ہو۔ (ردالمحتار)

**مسئلہ:**

گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا، داڑھی مونچھ میں تیل لگانا مکروہ نہیں جبکہ زینت کے لیے سرمہ لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے حالانکہ ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اولیٰ۔ (درمختار)

**مسئلہ:**

روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے ترکی ہو۔ زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ (بہارِ شریعت)

**مسئلہ:**

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے بعد روزے دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ ہے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ (بہارِ شریعت)

**مسئلہ:**

فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جبکہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو۔ اندیشہ ہو تو مکروہ ہے اسے چاہئے کہ غروب تک مؤخر کرے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

روزے دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر منہ پانی لے اور وضو اور غسل کے علاوہ ٹھنڈک پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لئے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لئے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

پانی کے اندر ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا مگر مکروہ ہے اور روزے دار کو استنجی میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:**

منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ ہے۔

(عالمگیری)

**مسئلہ:**

رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آ جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو لہذا نان بھائی کو چاہیئے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (درمختار)

یہی حکم معمار اور مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزہ ادا کر سکیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:

سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ صبح ہونے کا شک ہو جائے۔ (عالمگیری)

## روزہ نہ رکھنے کی اجازت

شریعت مطہرہ نے بعض صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے تو اگر ان صورتوں میں روزہ نہ رکھا تو کوئی گناہ نہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوب ربّ العالمین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت روزے رکھا کرتے تھے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سفر میں روزہ رکھوں ارشاد فرمایا:

**اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ**

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۰)

اگر چاہے تو رکھ اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

**كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.**

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۱)

ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے نہ تو روزہ داروں نے افطار کرنے والوں پر عیب لگایا اور نہ افطار کرنے والوں نے روزہ رکھنے والوں پر عیب لگایا۔

مسئلہ...... حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا اندیشہ ہے

تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی۔

(درمختار)

بیمار کو بیماری بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے یا خادمہ کو ناقابل برداشت کمزوری کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن میں روزہ نہ رکھیں بعد میں رکھ لیں۔

(جوہرہ، درمختار)

مسئلہ...... جو صورتیں اوپر بیان ہوئی ہیں ان میں غالب گمان کا اعتبار ہے محض وہم وخیال کافی نہیں اور غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

۱...... اس کی ظاہری نشانی پائی جائے۔

۲...... یا اس کا ذاتی تجربہ ہو۔

۳...... یا کسی مسلمان ماہر طبیب نے جس کی رائے عوام وخواص میں معتبر سمجھی جاتی ہو اس نے خبر دی ہو۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو اور نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایا بلکہ کسی کافر یا ناقابل اعتماد طبیب خواہ ڈاکٹر کے کہنے سے روزہ چھوڑ دیا تو خواہ مخواہ کا گناہ کمایا اور روزہ رکھ کر ان کی باتوں میں آ کر توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے۔ آج کل اکثر طبیبوں اور ڈاکٹروں کا حال یہ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر روزوں سے منع کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں اتنی بھی تمیز نہیں ہوتی کہ روزہ کس بیماری میں نقصان دیتا ہے اور کہاں مفید ہوتا ہے ایسوں کی ایسی باتیں ہرگز قابل اعتبار نہیں ان کے فریب میں نہ آنا چاہیے۔

(رد المحتار)

مسئلہ:

ایام مخصوصہ والی عورت کو اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً روزہ دار کی طرح رہنا اس کے لئے ضروری نہیں۔ (جوہرہ)

مگر چھپ کر کھانا بہتر ہے خصوصاً حائضہ کے لئے۔(بہارشریعت)

**مسئلہ**

روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔(ردالمحتار)

**مسئلہ**

سفر، حمل، بچہ کو دودھ پلانا، مرض اور بڑھاپا اور ہلاک ہونے کا خوف نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے اعذار ہیں ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہ ہوگا۔(درمختار)

مسئلہ.....سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادے سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو۔(درمختار)

مسئلہ.....سانپ نے کاٹا اور اس صورت میں جان کا اندیشہ ہو تو روزہ توڑ دیں۔
(ردالمحتار)

## کس دن روزہ رکھنا جائز نہیں

جس طرح کہ پچھلے صفحات میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ اللہ کے ہاں سال کے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر ہو چکی ہے اس دن سے جب سے زمین و آسمان کی پیدائش ہوئی ہے۔ شمسی سال ۳۶۵ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جبکہ قمری سال اس سے چھوٹا ہوتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ شمسی سال کے اکثر مہینے ۳۱ دن پر مشتمل ہوتے ہیں اور کچھ مہینے ۳۰ دنوں کے اور ایک مہینہ عام طور پر ۲۸ دنوں کا ہوتا ہے سوائے لیپ کے سال کے اس میں ۲۸ کی بجائے فروری کے ۲۹ دن ہوتے ہیں جبکہ قمری سال کے مہینوں میں ۲۹ یا ۳۰ دن ہوتے ہیں اور اکثر مہینے ۲۹ کے ہوتے ہیں اور کچھ مہینے ۳۰ دن کے بھی

ہوتے ہیں بعض خوش نصیب اور سعادت مند افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو تقوٰی وپرہیزگاری کو پانے اور برقرار رکھنے کے لئے ہر روز روزے سے رہنا چاہتے ہیں ان کے لئے سب سے بہتر اور پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھیں جس کو حدیث میں صوم داؤدی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ چاہے پورا سال اس طرح روزے رکھیں یہ عمل انتہائی پسندیدہ ہے۔ مگر سال میں پانچ دن ایسے ہیں۔

## جن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے

ا......عید الفطر کا ایک دن ۲......عید الاضحٰی کا ایک دن

۳......ایام تشریق کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

# مسائل اعتکاف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت، پہچان اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس کی ہدایت وراہنمائی کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنا نمائندہ بنا کر مبعوث فرمایا اور اِن کے ذریعے سے اپنی معرفت اور اپنی عبادت کے طریقے اپنی مخلوق کو بتائے اور اپنی طرف آنے والے راستے اِن ہستیوں کے ذریعے سے کشادہ اور وا فرمائے۔

اصطلاح میں اِن برگزیدہ ہستیوں کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے اِس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری اور افضل ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تمام انبیاء کرام اور رسل عظام ایک ہی دین کے پیرو کار اور ایک ہی پیغام کے پہنچانے والے ہیں۔ سب کا دین ایک ہے اور وہ ہے دین اسلام، دین سب کا ایک ہے مگر ضرورت زمانہ کے اعتبار سے شریعت جدا جدا ہے، اس فرش گیتی پر کبھی شریعت موسوی کا راج رہا ہے اور کبھی شریعت عیسوی کا فیض پھیلتا رہا ہے، اور آخر میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بلند ہوا، ایسا بلند ہوا کہ اب قیامت تک اسی کا قبضہ ہے اسی کی بادشاہت ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں۔ ان میں سے ایک روزہ ہے، شریعت محمدی میں امت مسلمہ پر رمضان المبارک کے پورے روزے فرض کئے گئے ہیں رمضان المبارک قمری سال کا نواں مہینہ ہے، قمری سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے اور اختتام ذوالحجہ کے مہینے پر ہوتا ہے۔

رمضان المبارک ہی وہ مبارک ماہِ اقدس ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے کی راتوں سے افضل ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے یہی وہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے جس میں جنت کے سارے دروازے کھلتے ہیں اور جہنم کے سارے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس کی ہر شب میں طلوع فجر تک آسمانوں میں ندا کی جاتی ہے۔

اے بھلائی کے چاہنے والے آ خوش ہو جا، اور اے برائی کے چاہنے والے باز آ جا، اور عبرت حاصل کر، علاوہ ازیں تمام شب آوازیں آتی ہیں، ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس کو بخش دیا جائے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی دستِ سوال دراز کرنے والا تا کہ اس کو عطا کیا جائے، اس مبارک مہینے میں ربّ کی رحمت خود گنہگاروں کے دروازے پہ آ کر ان کو آواز دیتی ہے کشکول طلب بڑھاؤ، ربّ کی رحمت تم پر برسنا چاہتی ہے اس کی ہر رات میں لاکھوں کے اعتبار سے گنہگاروں کو دوزخ سے آزادی دی جاتی ہے اور جتنے پورے مہینے کی ہر رات میں بخشے جاتے ہیں ان کی تعداد کے مجموعے کے مطابق آخری رات میں بخشے جاتے ہیں۔

اس مبارک مہینے میں مسلمانوں کا یہ معمول رہتا ہے کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں

اور رات کو نمازِ تراویح ادا کرتے ہیں خدا کا قرآن سنتے ہیں، اپنی پیشانیاں سجدے میں رکھ کر عبادت الٰہی کی لذت سے محظوظ ہوتے ہیں، جھولیاں پھیلا کر دعا مانگتے ہیں۔ دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ اس مبارک مہینے کی ایک خاص عبادت اعتکاف بھی ہے جس میں بندہ دنیاوی معاملات کو ایک طرف رکھ کر، خالی الذہن ہو کر حرص ولالچ کی زنجیروں کو توڑ کر دنیا سے منہ موڑ کر، ربّ کا ہو کر، اس کی یاد میں رہنے کے لئے، مسجد کے ایک کونے میں گوشہ نشین ہو جاتا ہے، ایک نئے انداز میں، ایک نئی دُھن میں ربّ کے دروازے پر جھولی پھیلاتا ہے۔ اس سے مانگتا ہے، اس کے آگے جھکتا ہے کوئی دخل اندازی کرنے والا نہیں، بندہ ہے اور اس کا رب ہے، عابد ہے اور معبود ہے، مسجد کا کونہ ہے اور معتکف ہے۔ زبان ہے اور ذکرِ خدا ہے، دل ہے اور یادِ خدا ہے۔ سبحان اللہ! یہ پیاری گھڑیاں، یہ پرنور فضا، سرمایۂ حیات ہے اور سببِ نجات ہے۔

# اعتکاف کیا ہے؟

## اعتکاف کا لغوی معنٰی

لغت میں اعتکاف ''عکف'' سے بنا ہے جس کا معنٰی ہے ''ٹھہرنا یا قائم رہنا'' انہی معنوں میں یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤی اَصْنَامٍ لَّهُمْ.

(سورۃ الاعراف ۱۳۸)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اُتارا تو اُن کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے بتوں کے گرد تعظیم سے بیٹھے ہوئے تھے۔

ایک مقام پر یوں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ

جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ.

(سورۃالحج ۲۵)

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جسے ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے اس میں برابر حق ہے وہاں پر رہنے والوں کے لئے اور باہر سے آنے والوں کے لئے۔

جبکہ ایک جگہ اس طرح ہے:

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ . (سورۃ الشعراء ۷۱)

انہوں نے کہا ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور اِن کی پوجا پر قائم ہیں۔

## اعتکاف کا شرعی معنیٰ

اعتکاف کا شرعی معنیٰ سمجھنے کے لئے یہ آیات پڑھئے

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ.

(سورۃ البقرہ ۱۸۷)

اپنی بیویوں کا جنسی تقرب اور تلذذ حاصل نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کئے ہوئے ہو۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں اس طرح ہے:

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ .

(سورۃ البقرہ: ۱۲۵)

میرے گھر کو خوب ستھرا کرو، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔

اصطلاح شرع میں بہ نیت عبادت مسجد میں خاص ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

## ارکانِ اعتکاف

اعتکاف کے لئے چند چیزوں کا ہونا ضروری ہے، جن کو ارکانِ اعتکاف کہہ لیا جائے تو غلط نہ ہوگا اس لئے کہ یہ چیزیں نہ ہوں تو اعتکاف نہ ہوگا۔

### نیت

دیگر ارکان کی طرح اعتکاف میں نیت کا ہونا ضروری ہے، نیت کے بغیر اعتکاف نہ ہوگا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ.

اعمال کا دارومدار اور انحصار نیتوں پر ہے۔

ایک اور فرمانِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ.

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے قلوب اور تمہاری نیتوں کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

ایک دوسرا فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمایئے:

نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ.

ایمان والے کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

اس لئے اعتکاف تب ہی درست ہوگا جب نیت عبادت کی ہوگی۔

### معتکف

اعتکاف کے لئے معتکف کا ہونا ضروری ہے اِس لئے کہ جب اعتکاف کرنے والا نہ ہو تو اعتکاف کیسے ہوگا۔

## مسجد

اعتکاف کے لئے جہاں نیت اور معتکف کا ہونا ضروری ہے وہاں پر اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا بھی ضروری ہے، مسجد کے بغیر کسی جگہ پر ویسے بیٹھ جانے کا نام اعتکاف نہ ہوگا۔اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت بھی مسجدِ بیت کے بغیر اعتکاف نہ کر سکے گی، اسی طرح معتکف کا مسجد میں رہنا بھی ضروری ہے بغیر حاجت شرعیہ کے مسجد سے جائے گا تو اعتکاف نہ ہوگا۔

## شرائطِ اعتکاف

اعتکاف کے لئے کچھ چیزیں ایسی ضروری ہیں کہ بغیر اِن کے اعتکاف ہو ہی نہیں سکتا اِن کو شرائط اعتکاف کہا جاتا ہے۔

## مسلمان ہونا

اعتکاف اسلامی عبادت ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے خاص ہے اس لئے معتکف کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

## عاقل ہونا

معتکف کا عاقل ہونا اعتکاف کے لئے شرط ہے وہ شخص جس کے ہوش وحواس قائم نہ ہوں اس کا اعتکاف نہیں، مجنوں، دیوانہ، پاگل سب اسی زمرے میں آتے ہیں البتہ اگر کوئی اللہ کا دیوانہ ہو تو اس کا معاملہ ہی جداگانہ ہے۔

## حیض ونفاس سے پاک ہونا

خواتین کے اعتکاف کے لئے اِن کا حیض ونفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔

## حیض کسے کہتے ہیں؟

یاد رہنا چاہیے کہ ایام مخصوصہ میں ہر ماہ خواتین کو جو خون آتا ہے اِس کو حیض کہتے ہیں۔

## نفاس کسے کہتے ہیں؟

اور بچے کی ولادت کے بعد خواتین کو جو خون آتا ہے اِس کو نفاس کہتے ہیں۔

## حیض و نفاس کی مدت

احناف کے ہاں حیض کی کم از کم مدّت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے جبکہ نفاس کی کم از کم مدت ایک گھڑی اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔

## طہر کیا ہے؟

دو حیضوں کے درمیان جو پاکیزگی کے دن ہیں انہیں طہر کہا جاتا ہے۔

## عمل زوجیت

عمل زوجیت اور بیوی کو چھونے اور بوسہ لینے سے رکنا بھی شرط ہے۔

(فتاویٰ عالمگیریہ، ھدایہ)

☆......اعتکاف کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہو اگر اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرے تو اعتکاف درست ہے۔

☆......اسی طرح اعتکاف کے لئے آزاد ہونے کی بھی شرط نہیں بلکہ غلام بھی اعتکاف کر سکتا ہے اور اس کا اعتکاف صحیح ہے جبکہ آقا کی اجازت سے ہو اور آقا و مولیٰ کو اپنے غلام کو منع کرنے کا حق حاصل ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ، درمختار)

☆......مسجد کا جامع ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں بلکہ اعتکاف مسجدِ جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے مسجدِ جماعت اُس کو کہتے ہیں جس میں امام اور مؤذن مقرر ہوں اگرچہ اِس میں پنجگانہ نماز نہ ہوتی ہو۔

☆......مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف درست ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو خصوصاً

اس زمانے میں بہت سی مساجد ایسی ہیں جن میں نہ امام ہے نہ مؤذن ہے۔

(ردّ المحتار)

☆......واجب اور سنت اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ (بہار شریعت)

☆......نفلی عبادت کے لئے نہ روزہ شرط ہے نہ وقت کی پابندی ایک گھڑی کے لئے مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔ (بہار شریعت)

## سب سے افضل اعتکاف

سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام یعنی حرم شریف کا اعتکاف ہے، پھر مسجد نبوی کا اعتکاف ہے پھر مسجد اقصیٰ کا اعتکاف ہے پھر اس مسجد کا اعتکاف ہے جہاں بڑی جماعت ہوتی ہے۔

## عورت اعتکاف کہاں کرے

احناف کے ہاں عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے، چونکہ مسجد ایسی جگہ ہے جہاں پر کسی مسلمان کے آنے کی پابندی نہیں ہے نہ وقت کی نہ افراد کی جبکہ عورت کے لئے پردہ از حد ضروری ہے اور تحفظ کی بھی ہر لمحہ ضرورت ہے اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ عورت گھر میں اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جس جگہ کو اِس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے، جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے اور عورت کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کرے اور اِسے چاہیے کہ اس جگہ کو پاک اور صاف رکھے۔

(درمختار، ردّ المحتار)

خواتین کو مساجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے یا ناجائز اس سلسلے کی ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے، اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، میں آپ کے لئے

ایک خیمہ مسجد میں لگا دیتی تھی اور آپ ﷺ صبح نماز کے بعد اِس میں تشریف لے جاتے۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کی اجازت چاہی، انہوں نے اجازت دے دی اور اِن کے اعتکاف کے لئے بھی خیمہ لگا دیا گیا، جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے لئے ایک دوسرا خیمہ نصب کرلیا، صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ متعدد خیمے نصب ہیں فرمایا یہ کیا عرض کیا گیا ازواج کے خیمے ہیں اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبِرُّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يَعْتَكِفْ.

اسے انہوں نے نیکی سمجھ لیا ہے، پھر آپ واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہیں کیا۔

پھر فرمایا کہ کیا عورتوں نے مسجد میں اعتکاف کو نیکی سمجھ لیا ہے، جس سے یہ واضح ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواتین کا مسجد میں اعتکاف پسند نہیں فرمایا کیونکہ مسجد شارع عام ہے اسی طرح یہ بھی ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے ہمیشہ اپنے گھروں میں اعتکاف کیا نہ کہ مسجد شریف میں، الحاصل یہ کہ عورتوں کو گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

## اعتکاف کی اقسام

دیگر اسلامی عبادات کی جس طرح مختلف اقسام ہیں اسی طرح اعتکاف کی بھی تین اقسام ہیں۔

۱.....واجب ۲.....سنت ۳.....نفل

## واجب اعتکاف

واجب اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے اسے ہر حال میں پورا کرنا ضروری ہے اور اس میں روزہ شرط ہے ہمارے ہاں اس کی کم از کم مدت ایک دن ہے۔

## سنّت اعتکاف

سنت اعتکاف وہ ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جائے۔
یہ بیسویں رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک ہے اس میں بھی روزہ شرط ہے۔

## اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ

رمضان المبارک کی آخری دھائی میں یعنی بیسویں کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک جو اعتکاف کیا جاتا ہے یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، سنت مؤکدہ علی الکفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر پوری بستی میں سے کسی نے نہ کیا تو سب سنت کے تارک ہوئے اور اگر ایک خوش نصیب نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا۔
اس اعتکاف کو سنت اعتکاف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا، فخر آدم و بنی آدم، نور مجسم، شفیع معظم، خلیفۃ اللہ الاعظم، حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ اِن دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

## نفلی اعتکاف

واجب اور سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف کے علاوہ جو اعتکاف کیا جاتا ہے اسے نفلی اعتکاف کہا جاتا ہے اور وہ مستحب ہے اور سنت غیر مؤکدہ ہے۔
اس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ ہی کوئی خاص وقت مقرر ہے بلکہ جب بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے اعتکاف کا ثواب پائے گا، جب مسجد میں سے چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔

(فتاویٰ عالمگیریہ، درمختار)

## یاددہانی

آج کل کے زمانہ میں اگر مسجد کے دروازے پر یا کسی کونے میں بطور یاددہانی یہ عبارت لکھ دی جائے کہ مسجد میں داخلہ کے وقت دعا کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو ایسا کرنا بہت ہی بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انہیں معلوم ہوجائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لئے یاددہانی ہو، اور یہ ایسا ثواب ہے جو بغیر محنت کے مل رہا ہے اس کو تو کسی صورت ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے۔

## نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعتکاف

اس سے پہلے کہ تفصیل کے ساتھ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعتکاف کا حال پیش کیا جائے، چند احادیثِ صحیحہ ہدیۂ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ۔

(صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔

عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ۔

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۱)

(سنن ابی داؤد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۴۲)

حضرت عائشہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے یعنی دس دنوں کا اعتکاف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِن معمولات میں سے تھا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال تک جاری رہے اس لئے اسے سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے، لہذا آپ کی سنت کے پیروکاروں کے لئے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف ترک نہ کریں بعض روایات میں آتا ہے کہ جب بعض دیگر ضروری امور کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سال اعتکاف نہ کر سکے تو اس کی تلافی کے لئے دوسرے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ۔

(جامع ترمذی مطبوعہ فاروقی کتب خانہ بوہڑ گیٹ ملتان ۱/ ۹۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے پھر جب ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو آنے والے دوسرے سال میں بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِي

الْعَامِ الْمُقْبِلَ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً.

(سنن ابی داؤد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۳۴)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے پھر جب ایک سال اعتکاف نہ کر سکے تو دوسرے سال میں بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔

اِن احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعتکاف کی عبادت کتنی عزیز تھی اور اعتکاف میں بیٹھنا کتنا پسند تھا جب ایک سال سفر کی وجہ سے بیٹھ نہ سکے تو دوسرے سال دس کی بجائے پورے بیس دن اعتکاف بیٹھ کر اِس کی برکات کو سمیٹا اور اعتکاف کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔

## اعتکاف چشم تصور میں

قارئین کرام! ذرا چشم تصور میں وہ منظر تو لائیے، کتنا پر کیف، دلکش اور دیدہ زیب منظر ہوگا، جب آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اعتکاف میں تشریف فرما ہوتے ہوں گے، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ ہوا اور فضا بھی نور کے سانچے میں ڈھل جاتی ہوگی یقیناً وہ گھڑیاں رشکِ ملائک ہوں گی، ان مقدس ساعتوں پر قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے۔

کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ؎

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن قدموں سے لپٹ کے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

چاند کی چاندنی میں نور اُن کا ہے
سورج کی چمک اِن کے چہرے کی ضیائ ہے

بہاروں کا وقار انہی کے تبسم کی اِک جھلک ہے
پھولوں کی خوشبو انہی کے پسینے کی اِک مہک ہے
سب کچھ انہی کا ہے اور سب کچھ انہی سے ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا
جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی
جان ہے تو جہان ہے

مدینے کا وہ پیارا شہر جس کے خاک کے ذرّوں کی قسم رب ذوالجلال نے اٹھائی، زمانہ نبوی، ہجرت کے بعد شہر مدینہ میں قیام کا دوسرا سال، رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا سال، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روزوں کا خیر مقدم کیا اور اسی سال روزے رکھنے شروع کیے، اسی سال اسلامی تاریخ کا پہلا غزوہ پیش آیا، اور اسی سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتکاف رمضان کا ارادہ فرمایا سفید چادریں لٹکا کر خیمہ نصب کیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، ضرورت کا سامان اور اشیاء ساتھ رکھی گئیں، یہ وہی ہستی ہیں جو اعلانِ نبوت سے پہلے سرزمین مکہ میں غار حرا میں خلوت نشینی فرماتے وقت مختصر سا سامان ساتھ لے جاتے تھے، وقت گذر جاتا، یادِ الٰہی میں ایسے محو ہوتے کہ جب خلوت نشینی مکمل کر کے واپس لوٹتے تو توشہ دان اسی طرح بھرا ہوتا جس طرح جاتے وقت ہوتا تھا بغیر کچھ کھائے پیئے کئی کئی دن بیت جاتے اعتکاف میں آپ کا معمول یہ رہتا، فجر کی نماز کے کچھ دیر بعد اشراق کے نوافل ادا فرماتے۔

نوافل سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور کبھی آرام بھی فرما لیتے لیکن عام طور پر چاشت کے وقت تک یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔اور ضرورت کی بنا پر کبھی پردہ اعتکاف سے باہر بھی جلوہ فرما ہوتے اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہونے کے بعد تازہ وضو فرماتے اور پھر اعتکاف کے خیمے میں تشریف لاتے اور نماز چاشت ادا فرماتے۔

اس کے بعد عموماً لیٹ جاتے اور خواب استراحت میں آرام فرما ہوتے، ظہر کی نماز کے لئے دوبارہ وضو تازہ کرتے اور نماز ادا فرماتے، پھر تلاوت قرآن اور دیگر امور میں وقت گذرتا حتی کہ عصر کی اذان تک جاری رہتا پھر عصر کی نماز پھر مغرب تک یادِ الٰہی بوقت افطار چہرۂ زیبا پہلے سے کہیں زیادہ مسرتوں کے انوار سے چمکنے لگتا چہرے پر مسکراہٹ سی طاری ہو جاتی، شکر خداوندی کے ساتھ افطاری فرماتے عموماً کھجور سے روزہ افطار کرتے اور پانی نوش فرماتے البتہ کبھی کبھی دودھ بھی نوش فرماتے، نماز مغرب کی ادائیگی کے ساتھ صلوٰۃ الاوّابین ادا فرماتے اور عموماً چھ رکعت دو دو کر کے ادا فرماتے پھر کھانا تناول فرماتے، غذا انتہائی سادہ اور قلیل ہوتی، پھر نماز عشاء کے بعد پردۂ اعتکاف میں تشریف فرما ہو کر نوافل ادا فرماتے اور لمبا لمبا قیام فرماتے اور اِس میں خوب قرآن پڑھتے پھر سدرہ کے طائر جبرائیل امین حاضر بارگاہ ہوتے، تلاوت قرآن کا دور شروع ہوتا، کبھی جبریل پڑھتے تو آپ سنتے، کبھی آپ پڑھتے تو جبرئیل سنتے۔

سبحان اللہ! کیسا وہ منظر ہوگا کیسی سہانی گھڑیاں ہوں گی۔

اکثر راتیں بیداری کی حالت میں بسر کرتے اور کبھی تھوڑی دیر سو بھی لیتے اور نماز

تہجد ادا فرماتے اور سحری تناول فرماتے، قریب قریب اعتکاف کا پورا عشرہ ایسے ہی معمول جاری رہتا البتہ بعض حالات میں کچھ تبدیلی بھی آجاتی، دورانِ اعتکاف آپ عام ملاقات سے بالکل اجتناب فرماتے مگر جب کوئی ضروری بات ہوتی تو ضرور شرف بخش دیتے، اعتکاف کے لمحات آپ کی ذات اقدس پر نورانی انوار وتجلیات کا ظہور رہتا دیکھنے میں آپ مسجد نبوی کے کونے میں تشریف فرما ہوتے مگر حقیقت میں آپ بارگاہِ الٰہی میں جلوہ فرما ہوتے۔ (کتب سیرت)

## دوسرا اعتکاف

ہجرت مدینہ کے تیسرے سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا اور اسی جگہ پر کیا، جہاں پر پہلے سال کیا تھا۔

## تیسرا اعتکاف

ہجرت مدینہ کے چوتھے سال آپ نے تیسرا اعتکاف کیا اور رمضان المبارک کے آخری عشرے کا کیا۔

## چوتھا اعتکاف

چوتھے اعتکاف کے لئے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خیمہ نصب کیا گیا تو ازواج مطہرات نے بھی ساتھ خیمے لگا دیئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سال آخری رمضان المبارک کا اعتکاف نہ کیا بلکہ رمضان المبارک کا مہینہ گذرنے کے بعد شوال المکرم کے پہلے عشرے میں اعتکاف کر کے قضا ادا کرلی۔

## پانچواں اعتکاف

ہجرت مدینہ کے چھٹے سال آپ ﷺ نے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا۔

## چھٹا اعتکاف

ہجرتِ مدینہ کے ساتویں سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری عشرہ رمضان المبارک کا اعتکاف فرمایا۔

## ساتواں اعتکاف

آٹھ ہجری کو نبی اکرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عام معمول سے ہٹ کر آخری عشرہ رمضان المبارک کی بجائے پہلے عشرہ رمضان کا اعتکاف فرمایا۔

## آٹھواں اعتکاف

ہجرتِ مدینہ کے نویں سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری عشرہ رمضان المبارک کا اعتکاف کیا۔

## نواں اعتکاف

دسویں ہجری کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری دس دنوں کے اعتکاف کی بجائے آخری بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ اور اس سال قرآن مجید کا دور بھی دو مرتبہ فرمایا۔ (ماخوذ از کتب سیر)

## مسائل اعتکاف

اب بالترتیب چند مسائل اعتکاف کے متعلق فقہ کی کتابوں سے درج کئے جاتے ہیں تفصیل کے لئے کتب فقہ حنفیہ سے رجوع کیا جائے۔

### مسئلہ

اعتکاف واجب اور سنت میں معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا عذر کے بغیر حرام ہے اگر نکلا تو چاہے بھول کر نکلا تب بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(فتاویٰ عالمگیریہ، رد المحتار)

## مسئلہ

عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب کیا یا اعتکاف سنت کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔

## مسئلہ

معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔ایک حاجت طبعی دوسرا حاجت شرعی۔

## حاجت طبعی

حاجت طبعی سے مراد یہ ہے کہ وہ حوائج ضروریہ جو مسجد میں پورے نہ ہو سکیں جیسے بول و براز، استنجا، وضو اور غسل جبکہ غسل کی ضرورت حقیقی ہو، وضو اور غسل میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی چیز ایسی نہ ہو جس میں وضو اور غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند تک نہ گرے اس لئے کہ مسجد میں وضو اور غسل کا پانی گرانا ناجائز ہے اور جب کوئی ایسا برتن موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ مسجد میں پانی کے قطرے نہ گریں تو مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا، اسی طرح مسجد میں وضو اور غسل کے لئے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی بھی اجازت نہیں۔

## حاجتِ شرعی

حاجتِ شرعیہ سے مراد وہ حوائج ہیں جس کے کرنے کا حکم شریعت دیتی ہے جیسے عید، جمعۃ المبارک یا اذان دینے کے لئے منارہ پر جانا جبکہ مینارہ پر جانے کے لئے اندر سے راستہ نہ ہو۔(درّ مختار ، رد المحتار)

## مسئلہ

قضائے حاجت کو گیا تو فارغ ہوتے ہی واپس چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں

اسی طرح دُور والے مکان میں قضائے حاجت کے لئے جانا جبکہ قریب والی جگہ اس کی دسترس میں ہو تو دُور والے مکان میں نہ جائے۔(ردّ المحتار، فتاویٰ عالمگیریہ)

**مسئلہ**

جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لئے قریب والی مسجد میں جانا ہو تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے اور یہ بات اس کی رائے پر ہے کہ جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت رہ جائے گا، چلا جائے اور جمعہ کے فرض پڑھنے کے بعد چار یا چھ سنتیں پڑھ کر واپس چلا آئے اور اگر احتیاط الظہر پڑھنی ہو تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اگر پچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا بلکہ وہیں ٹھہرا رہا اگرچہ ایک دن رات تک وہیں ٹھہر گیا بلکہ اگرچہ پورا اعتکاف وہیں پورا کیا تو پھر بھی اعتکاف فاسد نہ ہوگا اگرچہ ایسا کرنا مکروہ ہے مگر یہ سب کچھ ایسی صورت میں ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کیا ہو جس میں جمعہ نہ ہو۔(درمختار، رد المحتار)

**مسئلہ**

اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جس میں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لئے نکلنا جائز ہے۔(رد المحتار)

**مسئلہ**

اگر ڈوبنے والے یا جلنے والے کے بچانے کے لئے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لئے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کو بلاوا ہوا یہ بھی گیا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لئے گیا اگرچہ دوسرا کوئی پہنچنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو گیا۔(بہار شریعت)

مسئلہ

بول و براز کے لئے گیا تھا قرض خواہ نے روک لیا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔

(بہار شریعت)

مسئلہ

معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا، چھونا یا گلے لگانا حرام ہے اور جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر، دن میں ہو یا رات میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو اعتکاف فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہونے یا نظر کرنے اور خیال جمانے کی صورت میں انزال ہو تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور اور بے برکت ضرور ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ)

مسئلہ

معتکف نکاح کر سکتا ہے، عورت کو اگر رجعی طلاق دی ہو تو رجوع بھی کر سکتا ہے مگر اِن کاموں کے لئے مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف جاتا رہے گا، مگر جماع یا بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیریہ، درمختار)

مسئلہ

معتکف مسجد ہی میں کھائے پیئے، اگر ان امور کے لئے مسجد سے باہر جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (درمختار)

مسئلہ

معتکف کو اپنے بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز ہے اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ (درمختار، ردّ المحتار)

### مسئلہ

اعتکاف کرنے والا بہ نیت عبادت خاموشی اختیار کرے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنا ثواب کی نیت سے نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اور بُری بات سے چپ رہا تو مکروہ نہیں بلکہ یہ تو اعلیٰ درجے کی چیز ہے اس لئے کہ بُری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ گناہ ہو نہ ثواب جائز بات بھی معتکف کو مکروہ ہے مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں جائز کلام نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ (درمختار)

### مسئلہ

مذکورہ بالا عبارت سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معتکف نہ چپ رہے نہ کلام کرے تو کیا کرے؟ جواب یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے، حدیث شریف کی قرأت کرے، تسبیح وتحمید، تمجید وتہلیل، اور درود شریف کا وظیفہ کرے، علم دین کا درس وتدریس اختیار کرے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام کے سیر وافکار اور اولیاء وصالحین کی حکایات اور امور دین کی کتابت کرے۔ (درمختار)

### مسئلہ

حالتِ اعتکاف میں خوشبو لگانا، تیل ملنا، کنگھا کرنا، سرمہ لگانا، شیشہ دیکھنا جائز ہے۔ (عامہ کتب)

## اعتکاف میں غسل کرنا

ضرورتِ شرعی کی وجہ سے معتکف کو غسل کرنا ضروری ہے اور اس کام کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے، اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ طبیعت میں تازگی پیدا کرنے کے لئے غسل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

اس ضمن میں وہ یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ سخت گرمی کے موسم میں پورا عشرہ گذارنا بغیر غسل کیئے ہوئے سخت تنگی کا سبب ہے، جبکہ پسینہ کی وجہ سے برا حال ہوجاتا ہے کپڑے پسینے کی وجہ سے عجیب قسم کی بسانت چھوڑنے لگتے ہیں اور طبعیت تنگی محسوس کرتی ہے۔

اِن کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ اِن کی نازک مزاجی اور شگفتہ مزاجی اپنی جگہ پرحق ہے، مگر یہ مزاجِ شریعت ہے کہیں تو ذات ربّ ذوالجلال کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک وعنبر سے بھی اچھی لگی ہے، یہاں بھی حالتِ اعتکاف ہے بندہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ربّ کے دروازے پہ آپڑا، اب اسے اپنی فکر نہیں ہونی چاہیے بلکہ اپنی تمام تر توجہ ربّ کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف ہونی چاہیے، اور پھر یہ بھی ہے کہ اعتکاف اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض تو کیا نہیں یا تو انسان نذر مان کر اعتکاف کو اپنے ذمہ فرض کر لیتا ہے یا اعتکاف سنت کرتا ہے یا اعتکاف نفل کرتا ہے اور جو انسان اپنے تئیں اس خیال میں ہو کہ یہ ایک انتہائی دشوار گذار اور مشکل ترین کام ہے، بھلا اس سے پوچھیئے کہ تجھے دس دن کی اس مشقت کو اٹھانے کے لیئے کون مجبور کر رہا ہے۔؟

انہیں کا کام ہے حوصلے جن کے ہیں زیاد

کسی مسنون عبادت کی شرعی حدود میں ترمیم کا مطالبہ کرنا اور عادت کو اپنی مرضی کے سانچے میں ڈالنے کی کوشش کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اس عبادت کو اپنے ذمہ نہ ڈالیں۔

## اعتکاف کی ابتداء کا وقت

فقہ کے چاروں اماموں کا مذہب یہ ہے کہ جب دس دن کے لئے اعتکاف کرنا ہو تو سورج غروب ہونے سے پہلے بیٹھے اس لئے ضروری ہے کہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ کے لئے بیسویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف میں چلا جائے یہی اس کی ابتداء کا وقت ہے۔

## اعتکاف کی قضاء

۱......اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا۔
(ردّ المحتار)

۲......سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف توڑا تو جس دن توڑا اُس دن کی قضا کرے پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔(ردّ المحتار)

۳......واجب اعتکاف یعنی منت مانا ہوا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی اعتکاف کرے۔(ردّ المحتار)

یادرہنا چاہیے کہ اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض ونفاس آیا یا جنون یا بیہوشی طویل طاری ہوئی اِن میں بھی قضا واجب ہے، اور اِن میں اگر بعض فوت ہو تو کل کی قضا کی حاجت نہیں بلکہ بعض کی قضا کر دے اور کل فوت ہوا تو کل کی قضا ہے اور منت میں علی الاتصال واجب ہوا تھا تو علی الاتصال کل کی قضا واجب ہے۔(ردّ المحتار)

## اعتکاف کا ثواب

۱......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا:

هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ وَيَجْرِىْ لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

کہ وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اِس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں۔

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۱۲۷)

۲......حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان المبارک میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔

(بیھقی، شعب الایمان)

# لیلۃ القدر کے فضائل و اعمال

اعتکاف کے بیان میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ خیر و برکت اور رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے اور جیسے جیسے یہ برکت و رحمت والے شب و روز گزرتے جاتے ہیں رحمت الٰہی کی بارشیں فزوں سے فزوں تر ہونے لگتی ہیں یہاں تک کہ تیسرا عشرہ مغفرتوں کی خوشخبریاں سناتا ہوا سایہ گستر ہوتا ہے اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بتوفیق الٰہی عبادت کی لذتوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت اور استعداد اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے دنیاوی علاقوں سے لاتعلق ہو کر اعتکاف میں بیٹھ کر شب و روز کے ذکر الٰہی اور فکر ایمانی سے اپنی روح کو صیقل کرتے اور ملکوتی صفات کو بیدار کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی مہربانیاں ملاحظہ فرمائیے کہ اسی عالم میں کہ بندہ مؤمن خلوص و للّٰہیت کی مشقوں پُر خلوص عبادتوں اور ریاضتوں میں اپنی توانائیاں صرف کر رہا ہوتا ہے فضل ربانی سے لیلۃ القدر جلوہ فرما ہوتی ہے اپنی لطافت و پاکیزگی اور نورانیت و جلوہ فرمائی میں اپنی مثال آپ جس کی تابشوں کے سامنے آفتاب شرمندہ مہتاب خجل یہ وہی مبارک و معظم رات ہے جس کی برکتوں اور عظمتوں پر قرآن شاہد ہے کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اس (قرآن مجید) کو شب قدر میں اُتارا۔

تو یہ مبارک صرف اس لحاظ سے مبارک نہیں کہ اِس میں انسان صبر و ضبط کی اِن

عظیم نعمتوں سے نوازا جاتا ہے بلکہ اِس مہینے کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اِسی ماہ میں اوّل دنیا کے لئے بہترین کامل ترین اور جامع ترین ہدایت نامہ اُتارا گیا اور اِسی ماہِ مبارک کی نورانی آغوش میں پوشیدہ لہلہاتی جگمگاتی نورانیت سے منور روحانیت سے معطر وہ عظیم الشان رات ہے جسے خود خالق کائنات نے لیلۃ القدر فرمایا یعنی شرف وبرکت والی رات اسی شب مبارک میں اس کلام پاک کے نزول کی ابتداء ہوئی اِس شب میں یہ کلام عرش بریں پر لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اُتارا گیا جب کہ کل قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رفتہ رفتہ، نجماً نجماً، آیۃً آیۃً حسب مصلحت خداوندی ۲۲ سال ۲ ماہ ۲۲ دن کی مدت میں اُتارا اور سب سے پہلی وحی رسول اللہ ﷺ پر ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ہوئی جب کہ یہ عظیم الشان رات انہی طاق راتوں میں سی کوئی ایک رات ہے۔

غرض یہ آیت کریمہ صاف وصریح ارشاد فرما رہی ہے کہ یہ رات معمولی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں کلام ربانی کے نزول کی ابتداء ہوئی، حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گذشتہ امتوں کے ایک اطاعت گذار بندہ مؤمن کا ذکر فرمایا کہ وہ تمام رات عبادت میں گذارتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا اس نے اسی طرح ہزار مہینے گزارے تھے اور کوئی نافرمانی نہ کی تھی آپ کے صحابہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور اس کی زندگی اور اس کی مصروفیات پر رشک بھی آیا اور اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی اور مسلمانوں کو شب قدر عطا کی گئی جو اجر وثواب کے اعتبار سے ایک ہزار مہینے کے مسلسل امور اطاعت سے کہیں بڑھ کر بہتر وافضل ہے۔

شبِ قدر میں جبرائیل علیہ السلام اُترتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذْ كَانَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

(مشكوة المصابيح مطبوعه قديمى كتب خانه كراچى ص: ۱۸۲)

جب شبِ قدر ہوتی ہے تو جبرائیل امین ملائکہ کی جماعت میں اترتے ہیں اور ہر قیام وقعود کرنے والے بندے پر جو خدا کے لئے ذکر عبادت میں مشغول ہو دعا کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اِن سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

## فضیلت شبِ قدر

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(صحيح البخارى مطبوعه قديمى كتب خانه كراچى ۱/۲۷۰)

جس شخص نے ایمان اور اخلاص کے ساتھ ثواب کے حصول کی غرض سے شبِ قدر میں قیام کیا تو اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔

## علمائے کرام فرماتے ہیں

سال بھر میں شبِ قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایت کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اِس کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

(صحيح المسلم مطبوعه قديمى كتب خانه كراچى ۱/۳۷۰)

لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

جبکہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

لیلۃ القدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۰)

اور اکثر علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ رمضان کی ۲۷ ویں رات شبِ قدر ہے اور یہی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مروی ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ تو اس پر قسم بھی کھایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور اس سورۃ میں یہ تین مرتبہ آیا ہے پس تین کو نو ۳×۹ سے ضرب دینے سے ستائیس ۲۷ حاصل ہوتا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شب ہے اس کے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی قائل ہیں۔

مسئلہ...... شبِ قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس اور اُنتیس اِن پانچ راتوں میں سے ایک رات شبِ قدر ہے۔

اِس رات کو متعین نہ کرنے میں بھی کئی حکمتیں ہیں تاکہ مسلمان اِس رات کی تلاش میں زیادہ نہیں تو کم از کم پانچ طاق راتیں اللہ تعالٰی کے ذکر اور عبادت میں گزاریں اگر رات متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو جاگتے اور عبادت کرتے نیز اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا تو اسے ذکر و فکر اور عبادت میں گزارنے والے تو اجر عظیم کے حق دار قرار پاتے لیکن اسے گناہوں میں بسر کرنے والے بھی سنگین سزا میں مبتلا کیے جاتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے شب قدر کو پہچانتے ہوئے اسے خدا کی نافرمانی میں ضائع کیا اس لئے رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مستور رکھا جائے تاکہ اگر کوئی بدبخت بے خبری میں اس رات بھی گناہ کرنے سے باز نہیں آتا تو اسے گناہ ایک عام رات کا سا ملے اور جاگنے والے زیادہ راتیں جاگتے رہیں حقیقت یہ ہے کہ جو رات مالک حقیقی کی یاد میں گزرے اہل محبت کے نزدیک وہ بھی لیلۃ القدر ہے۔

حضرت عمر بن فارض قدس سرہٗ العزیز کا یہ شعر اس کی عکاسی کرتا ہے۔

وَکُلُّ اللَّیَالِیُ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ اِنۡ دَنَتۡ
کَمَا کُلُّ اَیَّامِ اللِّقَاءِ یَوۡمُ الۡجُمُعَةِ

یعنی اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ساری راتیں شب قدر ہیں جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا مبارک دن ہے۔

اسی شب کے لئے حدیث شریف میں ہے۔

مَنۡ حَرُمَهَا فَقَدۡ حَرُمَ الۡخَیۡرَ کُلَّهٗ وَلَا یَحۡرُمُ خَیۡرًا لَهَا اِلَّا کُلُّ مَحۡرُوۡمٍ۔

یعنی جو اِس سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو پورا محروم ہوگا۔

(ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۱۱۹)

## نوافل شب قدر

مذکورہ بالا ترغیبات کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اس سے غفلت نہ برتیں اور خود کو مایوسیوں اور محرومیوں کا شکار نہ بنائیں اس عظیم الشان رات میں جو اعمال بزرگان دین سے منقول ہیں اور بحمدہٖ تعالیٰ مسلمانوں کا معمول ہیں اِن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

## چار رکعات نوافل

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ انا انزلنٰہ اور سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد پانچ مرتبہ پڑھیں۔

## چار رکعات نوافل

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الھٰکم التکاثر ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار۔

## بارہ رکعات نوافل

دو دو کی نیت سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھیں۔

## بارہ رکعات نوافل

دو دو کی نیت سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ انا انزلنٰہ پوری ایک بار سورۂ اخلاص دس بار پڑھ کر سلام پھیریں اور نماز ختم کریں بعد سلام کلمہ تمجید سو بار پڑھیں۔

## کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ! اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی توفیق نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بلند اور عظمت والا ہے

یہ دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ.

ترجمہ! اے اللہ بے شک تو درگزر فرمانے والا ہے، درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے۔

دعا میں آداب کا لحاظ رکھیں اور محبوبانِ خدا کے واسطے سے دعا کریں اور اپنی دعا میں سب اہل اسلام کو خصوصاً والدین عزیز و اقارب مشائخ و اساتذہ کو ضرور شریک کریں اس لئے کہ اگر ہم خود قابل عطا نہیں تو کسی مقبول الٰہی بندے کا طفیلی ہو کر مراد کو پہنچے۔

## رمضان المبارک اور نمازِ تراویح

اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے اس مبارک مہینے کو بہت سی برکات سے نوازا ہے اِس ماہ میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے اس کے دن بھی نرالے اور راتیں بھی شان والی، کہیں تلاوت قرآن ہو رہی ہے کہیں درود وسلام کے گجرے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیے جا رہے ہیں، کہیں نوافل پڑھے جا رہے ہیں کہیں اللہ کی رحمت سے جھولیاں بھری جا رہی ہیں سحری بھی عبادت، اور افطاری بھی عبادت، جاگنا تو ایک طرف اس مقدس مہینے کا سونا بھی عبادت الٰہی ہے، عالم روحانیت کا موسمِ بہار ہے رحمت برس رہی ہے فضا پرنور ہے ایسے عالم میں بھلا کون ہے جو رحمت سمیٹنے کا موقع ضائع کرے۔

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ.

جس نے رمضان کی راتوں کا قیام ایمان واحتساب سے کیا اس کی زندگی کے گزرے ہوئے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَھْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِیْزَرَہٗ لَمْ یَاْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ.

(بیہقی، شعب الایمان ۳۱۰/۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے شروع ہوتے ہی کمر ہمت کس لیتے اور جب تک یہ مہینہ گذر نہ جاتا آپ بستر پر تشریف نہ لاتے۔

ایک اور روایت اس طرح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰ

لَیْلَۃَ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ.

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۷/۱ ،صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۷۲/۱)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں مزید مستعد ہو جاتے رات کو جاگتے اور ازواج مطہرات کو بھی جگاتے۔

## تراویح بیس رکعات ہے:۔

اہل اسلام کے ہاں آغاز اسلام سے لے کر آج تک یہ معمول چلا آرہا ہے کہ رمضان المبارک کے مقدس اور پاکیزہ مہینے کی راتوں کو قیام کرتے ہوئے گزارنے کے لئے نماز تراویح ادا کی جاتی ہے، اور یہ نماز بیس رکعت اہل اسلام کے ہاں رائج ہے اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

بیس رکعت تراویح سنت رسول، سنت خلفاء راشدین، سنت صحابہ، سنت اہلبیت، سنت اکثر اہل علم اور سنت عامۃ المسلمین ہے جبکہ حرمین شریفین یعنی مکۃ المکرمہ سرزمین حرم اور مدینۃ المنورہ مسجد نبوی میں بھی اس کا معمول آج تک بیس رکعت کا ہی چلا آرہا ہے۔

## دلائل ملاحظہ کیجئے

سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس نماز کو نماز تراویح کا نام کیوں دیا گیا ہے اور اس کی حیثیت امت مسلمہ کے ہاں کیا ہے۔

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ چار رکعت کے بعد آرام کرنے کو یا نماز کے علاوہ کوئی اور عبادت کرنے کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس نماز میں تین سے زائد مرتبہ ترویحہ کیا جاتا ہے اس لئے اس کو تراویح کا نام دیا گیا ہے

شرح صحیح مسلم میں ہے:

اَلْمُرَادُ بِقِیَامِ رَمَضَانَ صَلٰوۃُ التَّرَاوِیْحِ

(شرح صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ۲۵۹/۱)

## قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے

اس کے بعد شارح صحیح مسلم یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اِسْتِحْبَابِهَا وَاخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّ الْاَفْضَلَ صَلٰوتُهَا مُنْفَرِدًا فِیْ بَیْتِهٖ اَمْ فِیْ جَمَاعَةٍ فِی الْمَسْجِدِ

اس کے مستحب ہونے پر امت مسلمہ کے علماء کا اجماع ہے اور اختلاف اس بات میں ہے کہ تراویح کی نماز الگ الگ بغیر جماعت کے گھر میں ادا کرنا افضل ہے یا جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

فَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَجُمْهُوْرُ اَصْحَابِهٖ وَاَبُوْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدُ وَبَعْضُ الْمَالِكِیَّةِ الْاَفْضَلُ صَلٰوتُهَا جَمَاعَةً كَمَا فَعَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالصَّحَابَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاسْتَمَرَّ عَمَلُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَیْهِ لِاَنَّهٗ مِنَ الشَّعَائِرِ الظَّاهِرَةِ فَاَشْبَهَ صَلٰوةَ الْعِیْدِ.

(شرح صحیح مسلم مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۹)

امام شافعی اور ان کے جمہور اصحاب، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور بعض مالکیہ اور ان کے علاوہ بہت سے اہل علم کے نزدیک تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے جس طرح کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جماعت کے ساتھ پڑھی اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور یہ نماز عید کی طرح شعائر مسلمین سے ہو گئی ہے۔

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت پڑھیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی راتوں میں جو نماز ادا فرمائی اس کی رکعتوں کی تعداد بیس ہے اور یہ بیس رکعت وتر کی نماز کے علاوہ ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يُصَلِّىْ فِىْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۲/۳۹۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت نماز اور وتر پڑھتے تھے

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں جو نماز ادا فرماتے تھے ان کی تعداد بیس تھی اگرچہ بعض لوگوں نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور پہلی صدی ہجری کے تمام صحابہ جو ان تین ہستیوں کے زمانہ اقدس میں موجود تھے ان کا بیس رکعت تراویح پر اجماع ہو چکا تھا اور یہ بات بہت سے آثار صحابہ سے ثابت ہے اس لئے بیس رکعت تراویح کی مشروعیت بے غبار ہے۔

## دور فاروقی میں بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں

بہت سی روایات میں موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھی جاتی تھی

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِىْ زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فِىْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مؤطا امام مالک مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان ص ۹۸)

یزید بن رومان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ تیئس رکعت پڑھتے تھے یعنی تین رکعت وتر کے اور بیس رکعت تراویح کی۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِيَامِ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَدْ دَنَا فُرُوْعِ الْفَجْرِ وَكَانَ الْقِيَامُ عَلٰى ثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف عبدالرزاق مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۶۲، ۲۶۱)

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم تیئس رکعت پڑھتے تھے، مطلب یہ کہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کے۔

عَنْ یَحْیَ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

(مصنف ابی شیبة مطبوعه ادارة القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً قَالَ وَکَانُوْا یَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِیْنَ.

(السنن الکبریٰ مطبوعه نشر السنة ۱/۳۹۳)

سائب بن یزید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ رمضان المبارک کے مہینے میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور ان میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں سو آیات ہوتی تھیں۔

## دور عثمانی کی نماز تراویح

جس طرح دور فاروقی میں تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں بالکل اسی طرح دور عثمانی میں بھی یہ طریقہ جاری وساری رہا۔

وَکَانُوْا یَتَوَکَّؤُنَ عَلٰی عَصِیِّھِمْ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ شِدَّۃِ الْقِیَامِ.

(السنن الکبریٰ مطبوعه نشر السنة ملتان ۲/۴۹۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی

لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

## دور مرتضوی میں نماز تراویح:۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جو کئی اعتبار سے ممتاز شخصیت ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی ہیں، داماد بھی ہیں، صحابی بھی ہیں، خلیفہ بھی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

(مستدرک حاکم مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۹۶/۴)

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

اور ایک روایت میں اس طرح ہے:

اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۵۶۴)

میں دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

اور ایک مقام پر یوں فرمایا:

عَلِیٌّ مِّنِّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ۔

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۵۶۴)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں

اور ایک مقام پر فرمایا:

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۵۶۴)

(اے علی) تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے

اس طرح اور بھی بہت سی فضیلتیں آپ کو حاصل ہیں آپ کے دور میں بھی تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی تھی

عَنْ اَبِی الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّی بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ

رَكْعَةً . (مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۳۹۳/۱)

ابوالحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا

وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ .

(السنن الکبری مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۴۹۶/۲)

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر

ایک روایت میں اس طرح ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا اَيْضًا سِوَى الْوِتْرِ .

(التمہید مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۱۵/۸)

حضرت علی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں مسلمانوں کو بیس رکعت پڑھائے اور اسی طرح یہ رکعات وتر کے علاوہ تھیں

اور ایک مقام پر اس طرح ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِيْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوْتِرُ بِهِمْ وَرُوِيَ ذٰلِكَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ مِنْ عَلِيٍّ .

(السنن الکبری مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۴۹۶/۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے اور بھی اسانید سے مروی ہے۔

## بیس رکعت تراویح کے بارے میں امام ترمذی کی رائے

محدثین کی صف میں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی کئی اعتبارات سے منفرد مقام کے حامل ہیں اور یگانہ روزگار محدث ہیں اور حدیث کے ان آئمہ میں سے ہیں جن کی علم حدیث میں پیروی کی جاتی ہے، امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی کے استاذ ہیں لیکن انہوں نے ترمذی کے بارے میں کہا کہ ترمذی نے جو کچھ مجھ سے سیکھا ہے وہ تھوڑا ہے اور جو کچھ میں نے استاذ ہو کر اس سے سیکھا ہے وہ بہت زیادہ ہے نہایت عابد وزاہد، متقی اور پرہیزگار تھے اور ایسے غضب کا حافظہ رکھتے تھے کہ لوگ ان کے حافظہ کی مثال دیا کرتے تھے، صحاح الستہ میں ان کی تصنیف الجامع الصحیح ان کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے اپنی اس تصنیف کے بارے میں خود لکھتے ہیں کہ جس کے گھر میں یہ کتاب ہو وہ یوں سمجھے گویا اس کے گھر میں نبی کلام کر رہا ہے۔

یہی امام ترمذی فرماتے ہیں:

وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَارُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(جامع ترمذی مطبوعه نور محمد کتب خانه کراچی ۱۳۹)

اور اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی اور حضرت عمر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب سے مروی ہے۔

## بیس رکعت تراویح ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے

صحابی رسول حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیس رکعت تراویح کے

قائل ہیں ملاحظہ فرمائیے

عَنْ ابْنِ رَفِيْعٍ قَالَ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ .

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

ابن رفیع کا بیان ہے کہ حضرت اُبی بن کعب لوگوں کو رمضان میں (شہر) مدینہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

## بیس رکعت تراویح کے بارے میں ایک اور شہادت

عَنْ اَبِيْ الْبَخْتَرِيِّ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ .

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

ابوالبختری رمضان المبارک میں پانچ ترویحات اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

جس طرح کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ ترویحہ چار رکعت پڑھنے کے بعد نماز کے علاوہ کسی دوسری عبادت میں مشغول ہونے یا آرام کرنے کو کہتے ہیں تو پانچ ترویحات کرنے سے بیس رکعات حاصل ہوتی ہیں پتہ چلا کہ وہ بھی بیس رکعت تراویح ہی پڑھاتے تھے اور پھر یہ کہ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

## بیس رکعات کے بارے میں ایک اور شہادت

لیجئے امام ابوبکر بن ابی شیبہ کی بیان کردہ ایک اور روایت پڑھیئے تاکہ مزید اطمینان حاصل ہو:

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً .

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ دار القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

نافع بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

## عقل کا تقاضہ

عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ تراویح بیس رکعت ہوں نہ کہ آٹھ۔

## چند وجوہ سے

اول ...... یہ کہ دن میں بیس رکعت فرض وواجب ہیں سترہ رکعت فرض اور تین واجب ماہ رمضان میں بیس تراویح پڑھی جاتی ہیں ان رکعت کی تکمیل اور مدارج بڑھانے کے لیے۔

دوم ...... یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھتے تھے بلکہ قرآن کے رکوع کو رکوع اس لیے کہتے ہیں کہ اتنی آیات پر حضرت عمروعثمان وصحابہ کرام رکوع کرتے تھے اور ستائیسویں شب کو ختم قرآن ہوتا تھا اگر فرض محال صحابہ آٹھ رکعتیں پڑھتے تو چاہیے تھا کہ کل دو سو سولہ رکوع ہوتے لیکن قرآن کے کل رکوع پانچ سو چالیس کے قریب ہیں کوئی آٹھ رکعت پڑھنے والے صاحب، قرآن کریم کے رکوعات کی وجہ بیان فرمادیں۔

سوم ...... یہ کہ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر آرام کرنے کو کہتے ہیں اگر تراویح آٹھ رکعت ہو تو درمیان میں ایک ترویحہ ہوتا اس صورت مین اس کا نام تراویح جمع نہ تھا کیونکہ عربی زبان میں جمع کم از کم تین پر بولی جاتی ہے۔

## علمائے امت کا عمل

ہمیشہ سے تقریباً ساری امت کا عمل بیس رکعت تراویح پر رہا ہے اور آج بھی

ہے حرمین شریفین اور ساری دنیا کے مسلمان بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے ہیں چنانچہ ترمذی میں ہے فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی ۔ و دیگر صحابہ سے منقول ہے یعنی بیس رکعت تراویح اور یہ سفیان ثوری ابن مبارک اور امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے مکہ والوں کو بیس رکعت پڑھتے دیکھا ہے۔

اَجْمَعَ الصَّحَابَةِ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَةً ۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ۶۱۲/۲)

تمام صحابہ کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے۔

## تراویح میں قرآن کیسے اور کتنا پڑھا جائے:۔

مجودین اور قراء کے نزدیک قرآن پڑھنے کے مشہور طریقوں میں سے تین بڑے مشہور قاعدے تسلیم کئے جاتے ہیں۔

۱......ترتیل

۲......تدویر

۳......حدر

نماز تراویح میں چونکہ قرآن زیادہ پڑھا جاتا ہے اس لئے نماز تراویح کے لئے وہ طریقہ منتخب کیا گیا ہے جس میں نسبتاً کم وقت میں زیادہ پڑھنا ممکن ہو اور وہ ہے حدر اور یہ ایسا طریقہ ہے جس میں حروف اور تلفظات کی ادائیگی بھی درست ادا ہوتی ہے اور ترتیل اور تدویر کے مقابلہ میں وقت بھی بہت کم لگتا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جن قاریوں کا تقرر نماز تراویح کے لئے فرماتے ان کو یہ بھی ہدایت فرماتے ہیں کہ ایسا پڑھنا اور اتنا پڑھنا کہ مقتدیوں کے لئے دشواری کا باعث نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے:

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بِثَلَاثَۃِ قُرَّاءٍ یَقْرَءُ وْنَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ اَسْرَعَھُمْ اَنْ یَقْرَاَ بِثَلَاثِیْنَ آیَۃً وَاَمَرَ اَوْسَطَھُمْ اَنْ یَقْرَاَ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ وَاَمَرَ اَدْنَاھُمْ اَنْ یَقْرَاَ بِعِشْرِیْنَ ۔

(مصنف عبدالرزاق مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۶۱)

ابوعثمان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین قاریوں کو مقرر فرماتے جو رمضان میں قرآن پڑھتے (نماز تراویح میں) جو ان میں سے تیز پڑھنے والا ہوتا اس کو ایک رکعت میں تیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے اور جو درمیانہ پڑھنے والا ہوتا اسے پچیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے اور ان میں سے جو آہستہ قرآن پڑھنے والا ہوتا اس کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز پڑھانے والوں کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے، اس انداز سے پڑھیں اور اتنا پڑھیں کہ مقتدیوں پر بوجھ اور دشواری نہ ہو کہ ان کا دل تنگ ہو۔

اس سلسلے میں ایک روایت یہ بھی ہے:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ اَمَّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ فَلْیَاْخُذْ بِھِمْ اَیْسَرَ فَاِنْ کَانَ بَطِیْئَ الْقِرَاءَ ۃِ فَلْیَخْتِمِ الْقُرْآنَ خَتْمَۃً وَاِنْ کَانَ قِرَاءَ تُہٗ بَیْنَ ذَالِکَ فَخَتْمَۃٌ وَّنِصْفٌ فَاِنْ کَانَ سَرِیْعَ الْقِرَاءَ ۃِ مَرَّتَیْنِ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۳۹۲)

حسن بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں لوگوں کو امامت کرائے اس کو چاہئے کہ مقتدیوں پر آسانی کرے اگر وہ آہستہ قراءۃ کرتا ہو تو ایک قرآن ختم کرے اور اگر درمیانی قراءۃ کرتا ہو تو ڈیڑھ قرآن ختم کرے اور اگر تیز قراءۃ کرتا ہو تو رمضان میں دو ختم کرے۔

# رویت ہلال

## (چاند دیکھنا)

اسلام کا نظام زندگی انتہائی سادہ، دلکش اور آسان ہے۔ اس نے اپنے ماننے والوں کی ہر لمحہ اور ہر موضوع پر رہنمائی فرمائی ہے چاہے اس کا تعلق ماں کی گود سے ہو یا میدان کارزار سے، چاہے اس کا تعلق گھر کے ماحول سے ہو یا معاشرتی معاملات سے مسجد و مدرسہ سے لے کر ایوان صنعت وتجارت تک، گاؤں کی پنچایت سے کر ملک کی قائم کردہ عدالت تک، ہر کسی کے لئے مکمل ہدایت اس میں موجود ہے۔

غلام ہو یا آقا، نوکر ہو یا مالک، بادشاہ ہو یا رعایا، ہر ایک کے لیے سبق بھی دیتا ہی اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور نمونہ بھی ان کے سامنے رکھتا ہے کاروباری زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر اس نے روشنی نہ ڈالی ہو۔ اس میں سیاسیات بھی ہے اور فن سپاہ گری بھی، اس میں نفسیات بھی ہے اور معاشی مسائل کا حل بھی، فلکیات کے ماہر ہوں یا ہیئت کے استاذ سب کے لیے یکساں ثبوت فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہی رب کا سب سے پسندیدہ دین ہے یہی دین قیم ہے، یہی دین حق ہے، جو اس کو چھوڑ کر کسی اور دین کی تلاش کرے ناکام ونامراد ہے۔

### مہینوں کی تعداد بارہ ہے

سال کے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر ہو چکی ہے قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۔ (التوبہ ۳۶)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے اللہ کی کتاب میں۔ جب سے اس نے زمین وآسمان بنائے ہیں ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں، یہ سیدھا دین ہے پس ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

یہ حرمت والے مہینے چار ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، اور رجب، مہینوں کی تعداد بارہ روز اول سے ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی تاریخ میں شمسی سال کو فراموش نہیں کیا گیا۔ مگر شرعی احکامات کے لئے قمری مہینے ہیں۔ جن کا حساب چاند سے ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ.

(البقرۃ ۱۸۹)

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے نئے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ یہ حج اور لوگوں کے لئے وقت کی علامتوں سے ہے۔

## پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے

چاند کو خود دیکھنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود چاند دیکھتے تھے مگر بطور خاص پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ وہ پانچ مہینے یہ ہیں:

۱......شعبان المعظم　　　۲......رمضان المبارک

۳......شوال المکرم　　　۴......ذی قعدہ　　　۵......ذوالحجہ

واجب کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر چند آدمیوں نے دیکھنے کا اہتمام کیا تو سب بری الذمہ ہوگئے اور اگر یہ اہتمام نہ کیا گیا تو سب کے ذمہ یہ واجب باقی رہے گا۔

## نیا چاند دیکھنے کی دعا

جامع ترمذی میں ابوعیسیٰ ترمذی نے چاند نظر آنے کے وقت کی ایک دعا نقل کی ہے جس کے راوی حضرت طلحہ بن عبید اللہ ہیں فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ۔(جامع ترمذی مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ۱۸۳/۲)

ترجمہ: اے اللہ! نکال ہم پر چاند کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک روایت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے ہیں تو اس طرح یہ دعا فرماتے۔

هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَآءَ بِشَهْرِ كَذَا.

بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ میں اس ذات پر ایمان پر لایا جس نے تجھے پیدا کیا تین مرتبہ کہتے پھر فرماتے تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جو گذرے ہوئے مہینے کو لے گیا اور اس مہینے کو لے آیا۔

## چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے

یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ قمری مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ دن کا، یہ بات بھی ہر کسی پر پوشیدہ نہیں رہنی چاہیے کہ قمری مہینہ نہ تو ۲۸ دن کا ہوتا ہے اور نہ ہی ۳۰ سے زائد دن کا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَمْ مَضٰى مِنَ الشَّهْرِ ؟ قُلْنَا اِثْنَانِ عِشْرُوْنَ وَبَقِيَتْ ثَمَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَالشَّهْرُ هٰكَذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمْسَكَ وَاحِدَةً .

(سنن ابن ماجه مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی ۱۱۹)

ترجمہ: اس مہینے کے کتنے دن گذر گئے ہیں؟ ہم نے عرض کیا بائیس، آٹھ دن ابھی باقی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مہینہ اتنے دن کا ہوتا ہے ہاں مہینہ اتنے دن کا ہوتا ہے تین مرتبہ (دست اقدس اٹھا کر) فرمایا اور تیسری مرتبہ ایک انگلی بند فرمائی۔ یعنی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور آخری مرتبہ فرمایا ایک کم بھی یعنی انتیس کا، پتہ چلا کبھی تیس کا اور کبھی انتیس کا۔

اس سلسلے کی ایک حدیث اور پڑھیے جس کے راوی عبداللہ بن مسعود ہیں فرماتے ہیں:

مَا صُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ اَكْثَرَ مِمَّا صُمْنَا ثَلَاثِيْنَ .

(جامع ترمذی قدیمی کتب خانه کراچی ۱۴۸/۱)

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتیس دن کے روزے تیس دنوں کے مقابلہ میں زیادہ رکھے۔

چونکہ کبھی انتیس کا مہینہ ہوتا ہے اور کبھی تیس کا اور لوگوں کو اکثر طور پر عید کرنے کی جلدی بھی ہوتی ہے اور بعض مقامات پر مطلع بھی صاف نہیں ہوتا اور آج کل کے زمانے میں چاند دیکھنے کا رواج بھی کم ہو گیا ہے۔ اور زیادہ تر انحصار ذرائع ابلاغ پر کیا جاتا ہے پس کسی نے خبر اڑادی تو جنگل کی آگ کی طرح وہ خبر پھیلتے پھیلتے کبھی چھوٹی

اور کبھی بڑی گواہی بن جاتی ہے اور عوام اپنی سادگی کی بنا پر اس اڑتی ہوئی بات کا یقین کر لیتے ہیں۔ جو کہ کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہے اس لئے چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے اور چاند دیکھ کر ہی عید کرنی چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ فرمایئے! حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا، تو فرمایا:

لَاتَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَاتُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ.

(صحیح البخاری قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۶)

ترجمہ: نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ افطار کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو۔ پھر اگر بادل چھائے ہوئے ہوں تو تیس روز پورے کر لو۔

اس سے ملتی جلتی ایک حدیث اور ہے جس کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا ثَلَاثِيْنَ.

(سنن نسائی قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۱)

ترجمہ: روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر، پھر اگر بادل چھائے ہوں تو تیس روز پورے کر لو۔

ایسی ہی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ.

(سنن ابن ماجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹)

ترجمہ: جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو چاند دیکھو تو افطار کرو پھر اگر بادل چھائے ہوں تو تیس دن پورے کرو۔

مذکورہ بالا احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک چاند نظر نہ آئے نہ ہی روزہ رکھنا چاہیے اور نہ ہی چاند دیکھے بغیر عید کرنی چاہیے یہ امر بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ ہر شخص کے لئے نیا چاند دیکھنا ممکن نہیں ہے کیونکہ کچھ علاقے ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں چاند دکھائی نہیں دیتا، کبھی اونچے مکانات کے سبب سے اور کبھی پہاڑیوں میں گرے ہونے کی وجہ سے اور کبھی فضا آلودہ ہونے کی وجہ سے، ایسے حالات میں یہ ممکن ہے کہ علاقہ بھر کے کچھ افراد دیکھ لیں جو کہ ذمہ دار ہوں اور اگر وہ اپنے ایمان کے ساتھ گواہی دیں تو یہ دیکھنا سب کے دیکھنے کے قائم مقام ہے جبکہ شہادت اپنے تمام لوازمات پر پوری اترتی ہو۔

## چاند دیکھنے کی شہادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام نے ہر معاملے میں اپنے ماننے والوں کی راہنمائی فرمائی اور اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل سب کے لیے مشعل راہ بنایا ہے۔

سنن نسائی کی ایک حدیث ہے جس کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا۔

اَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ اَذِّنْ فِي النَّاسِ فَلْيَصُوْمُوْا غَدًا.

(سنن نسائی قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۰)

ترجمہ: میں نے رات کو چاند دیکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس نے عرض کیا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَرَاَی النَّاسُ الْهِلَالَ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ رَاَیْتُ فَصَامَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ.

(سنن ابی داود مکتبہ امدادیہ ۱/۳۲۷)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ چاند دیکھ رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ بے شک میں نے چاند کو دیکھ لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اگر پورے علاقے میں مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند نظر آ جائے۔ پھر تو سرے سے اختلاف ہوتا ہی نہیں یہ بات تو اس وقت سامنے آتی ہے جب پورے علاقہ کی بجائے ایک ہی ملک کے کچھ حصوں میں چاند دکھائی دے اور کچھ حصوں میں چاند دکھائی نہ دے، دیکھنے والے تو چاند ہونے کا یقین کرلیں اور نہ دیکھنے والے چاند کا ہونا نہ مانیں اس طرح مسلمانوں میں اختلاف کا ہونا ایک فطری امر ہے۔ اس کا آسان اور بہتر حل یہ ہے کہ مسلم کمیونٹی کے سربراہان کی طرف سے چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کیا جائے اور ان سربراہاں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پورے علاقے میں چاند دیکھنے کے لئے اپنے نمائندگان مقرر کریں اور ان کی شرعی شہادت پر جو بھی صورت حال ہو اس کا اعلان کریں اور مسلم کمیونٹی کو ان کی دیانت داری پر شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے جبکہ وہ شریعت اسلامیہ کی حدود توڑنے والے نہ ہوں۔ اور اسلامی اقدار کی حفاظت کرنے والے ہوں، تو ایسی صورت میں مسلم قوم کے لئے آسان اور بہتر حل مہیا کیا جا سکتا ہے۔

## رؤیت ہلال کمیٹی کا قیام

کہیں بہتر ہے کہ پورے علاقے کو اختلاف سے بچانے کے لئے ایک رؤیت حلال کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایسے افراد پر مبنی ہو جن کی شخصیت مسلمہ ہو۔ جو درج ذیل خوبیوں کے مالک ہوں۔

۱......ان کی شخصیت مسلمہ ہو۔

۲......متقی ہوں۔

۳......پرہیزگاروامانتدار ہوں۔

۴......سستی شہرت کے بھوکے نہ ہوں۔

۵......کسی سے ڈر کر فیصلہ تبدیل کرنے والے نہ ہوں۔

۶......کسی لالچ میں آکر فیصلہ بدلنے والے نہ ہوں۔

۷......ذمہ داری کا مکمل احساس کرنے والے ہوں۔

۸......امانت میں خیانت کرنے والے نہ ہوں۔

۹......فاسق معلن نہ ہوں۔

۱۰......خوف خدا رکھتے ہوں۔

۱۱......گناہوں سے بچنے والے ہوں۔

۱۲......مسائل شرعیہ سے قدرے واقف ہوں۔

۱۳......شہادت لینے کے مسائل سے بالخصوص آگاہ ہوں۔

۱۴......ان کا باقاعدہ ایک امیر ہو۔

۱۵......ان کی باقاعدہ ایک مجلس مشاورت ہو جو ایسے افراد پر مشتمل ہو جو اعتماد کو ٹھیس پہنچانے والے نہ ہوں۔

۱۶......قدیم وجدید مسائل متعلقہ رویت کا علم رکھتے ہوں۔

یہ کمیٹی چاند دیکھنے کا باقاعدہ اہتمام کرے اور مختلف علاقوں میں چاند دیکھنے کے لئے اپنے نمائندگان مقرر کرے، کیونکہ چاند کو دیکھنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آپ خود بنفس نفیس چاند دیکھا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند دیکھ لیتے تو مسجد نبوی میں چاند ہونے کا اعلان کر دیا جاتا اور مسجد نبوی کا اعلان مدینۃ المنورہ اور اس کے مضافاتی علاقوں میں رہنے والوں کے لئے بطور حکم قابل عمل

ہوتا اور بعض اوقات زمانہ نبوی میں ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قریبی اصحاب کو چاند نظر نہ آیا۔ اسی دوران آپ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اس نے گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اسلامی ضابطے کی شہادت لے کر چاند ہونے کا اعلان کردیا جائے جس طرح کہ مذکورہ بالا احادیث سے ظاہر ہے یہ طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ اس کی روشنی میں کمیٹی کا قیام اور ان کا اعلان پوری قوم کے لئے مشعل راہ ثابت ہوسکتا ہے اور بہت سی مشکلات سے بچا جاسکتا ہے۔

## چاند کے ثبوت کا شرعی طریقہ:۔

فقہائے اسلام نے چاند کے ثبوت کے لئے کئی طریقے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر فرمائے ہیں۔ امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد رابع میں کتب فقہ کے حوالے سے سات شرعی طریقوں کا ذکر فرمایا ہے، اسی کو یہاں درج کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

# طریق اوّل

## شہادتِ رؤیت!

یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی ہلال رمضان المبارک کے لئے ایک ہی مسلمان، عاقل، بالغ، غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا ہے اگرچہ کنیز ہو، اگرچہ مستور الحال ہو جس کی عدالت باطنی معلوم نہیں ظاہر حال پابند شرع ہے اگرچہ اس کا یہ بیان مجلس قضا میں نہ ہو، اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا، کدھر کو تھا، کتنا اونچا تھا وغیر ذالک

یہ اس صورت حال میں کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو اور بحال صفائی اگر مطلع ویسا، ایک شخص جنگل سے آیا اور بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں، بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کاہل ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں، بے پرواہی کی صورت میں کم از کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستور الحال ہوں ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند نکلا ہوا ہے۔ اگر غلام یا کھلے ہوں اور اگر کثرت حد تواتر کو پہنچ جائے کہ عاقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال ہو جائے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال ضرور ہے کہ دو مرد عادل یا ایک مرد دو عورتیں عادل آزاد جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں۔ قاضی شرع کے حضور بلفظ اشھد گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دین کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس کے حضور گواہی دیں اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کے طور پر مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا بیان بہ لفظ اشہد کافی سمجھا جائے گا ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر عیدین میں اگر مطلع صاف ہو اور مسلمان رویت ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے۔ اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلال محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالت صفائی مطلع جبکہ شاہدین جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعت عظیم ہی چاہیے کہ جس کی وجہ سے اس کا ایجاب رمضان و عیدین میں کیا گیا تھا یہاں بھی حاصل ہے۔

# طریق دوم

## شہادت علی الشہادت

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا، انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی، یہ وہاں ہیں کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے ماہ فلاں سنہ کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا، گواہان فرع یہاں آکر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سن فلاں کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا، پھر اصل شہادت رویت میں اختلاف احوال کے ساتھ جو احکام گذرے ان کا لحاظ ضروری ہے مثلاً ماہ رمضان میں مطلع صاف تھا تو صرف ایک ہی گواہی مسموع نہیں ہونی چاہیے الخ

# طریق سوم

## شہادت علی القضاء

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شہر کے حضور رویت ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا، دو شاہدان عادل اس گواہی و حکم کی وقت حاضر دار القضاء تھے، انہوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام ہونے کی گواہیاں گذریں اور حاکم موصوف نے

ان گواہوں پر ثبوت ہلال مذکور، شام فلاں روز کا حکم دیا۔

# طریق چہارم

## کتاب القاضی الی القاضی

یعنی قاضی شرع سے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لئے مقرر کیا ہو، اس کے سامنے شرعی گواہی گذری۔ اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی ہے اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام ونشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہوا اور وہ خط دو گواہان عادل کے سپرد کر دیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کی پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کر سکتا ہے۔

# طریق پنجم

## استفاضہ

یعنی جس شہر میں حاکم شرع قاضئ اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل وقائم یا کسی عالم دین محقق ومعتمد پر اعتماد کا ملزم ولازم ہے، یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام اور متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ وعیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں عوام کالانعام بطور خود عید ورمضان نہیں ٹھہرا لیتے، وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن پر بنائے رؤیت

روزہ ہوا یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کی خبر اڑ گئی اور قائل کا پتا نہیں، پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا کسی سے پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انہوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہوگئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے۔ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی یا شہادت پر، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یہ بہ غلبہ ظن ملحق بالیقین وہاں رویت صوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا اور جبکہ وہ شہر اسلامی اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ثابت ہو جائے گی۔

# طریق ششم

## اکمال عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کے لئے رویت، شہادت، حکم استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو کہ مہینہ تیس دن سے زائد نہ ہونا یقینی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ

ترجمہ: اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

# طریق ہفتم

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا ظاہر ہے یہاں بھی وہی شرائط معتبر ہونگے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے انتیس کی شام کو توپوں کے فائر صرف بحالت ثبوت شرعی رؤیت ہلال ہوا کرتے ہیں۔ کسی کے آنے جانے اسلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو...... پھر جہاں کی توپیں شرعاً قابل اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات ہی کے ساتھ نہیں بلکہ عند التحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گذرنا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے۔ بحکم حاکم اسلام اعلان عام کے لئے ایسی ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فائر یا ڈھنڈورا وغیرہ

اقول یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہوگا حتی کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جبکہ معلوم ہو کہ یہ حکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہوسکتا۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ مطبوعہ سنی دار الاشاعت کراچی ۴/ ۵۵۲ تا ۵۵۶)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کتب فقہ کی روشنی میں سات مذکور الصدر طریقے ذکر فرمائے ہیں، آپ کی اس تحریر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان سات طریقوں میں بھی حصر نہیں، اگر کوئی اور علامت ایسی مقرر ہو جائے جس سے عام مسلمانوں کو رؤیت ہلال کا علم ہو جائے تو یہ طریقہ بھی ثبوت کا سبب ہوسکتا ہے۔

## رؤیت ہلال میں مذاہب:

جب چاند نظر آنے یہ نہ آنے میں اختلاف ہوتا ہے تو پھر کوئی ایک گواہی کو کافی سمجھتا ہے کوئی دو کا طالب گار ہوتا ہے اور کوئی جماعت کثیرہ کا اس لئے ضروری ہے کہ

یہاں اسلاف کے نظریات آپ کے سامنے رکھے جائیں۔

## امام نووی کا نظریہ

علامہ نووی شافعی شرح المہذب جلد سادس میں رؤیت ہلال کے مسئلہ پر مذاہب آئمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ دو عادل شخصوں کی گواہی سے بالاتفاق چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے، اور ایک عادل شخص میں اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ ایک عادل شخص کی گواہی سے بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے، خواہ مطلع صاف ہو یا غبار آلودہ ہو۔

## امام احمد بن حنبل کا نظریہ

عبداللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی نظریہ ہے کہ ایک شخص کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

## جمہور کا نظریہ

عمر بن عبدالعزیز، امام مالک، امام اوزاعی، لیث، ماجشون، اسحٰق بن راہویہ اور داؤد کا نظریہ یہ ہے کہ چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل شخصوں کی گواہی شرط ہے۔

ابن منذر اور ثوری نے کہا ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں سے بھی چاند کی رؤیت کا ثبوت ہو جائے گا۔

## امام ابوحنیفہ کا نظریہ

امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ اگر مطلع ابر آلود ہو ایک آدمی کی گواہی سے بھی رمضان کی رؤیت ثابت ہو جائے گی اور غیر رمضان میں کم از کم دو کی گواہی ضروری ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو جب تک جم غفیر کی شہادت نہ ہو رؤیت ثابت نہیں ہوگی۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ جب مطلع صاف ہے دیکھنے والوں کی نظر صحیح ہے

کوئی رکاوٹ بھی نہیں تو یہ بات بعید ہے کہ جم غفیر کو چاند نظر نہ آئے اور ایک یا دو لوگوں کو چاند نظر آجائے۔

(شرح المہذب مطبوعہ بیروت ۲۸۲/۶)

## امام مالک کا نظریہ

علامہ دشتانی جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں سے ہیں اپنی کتاب اکمال المعلم جلد ثالث میں لکھتے ہیں۔

امام مالک کے نزدیک رمضان اور عید دونوں میں ایک آدمی کی شہادت سے رویت ثابت نہیں ہوتی جبکہ امام شافعی رمضان میں ایک آدمی کی شہادت مان لیتے ہیں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ آیا یہ شہادت ہے جس کے لئے دو آدمی ضروری ہیں یا خبر جس میں ایک آدمی کے خبر سے بھی احکام ثابت ہو جاتے ہیں۔

(اکمال المعلم مطبوعہ بیروت ۲۲۰/۳)

## احناف کا نظریہ

ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

جب آسمان ابر آلود ہو تو امام ہلال رمضان کے سلسلے میں ایک عادل شخص کی شہادت قبول کرے خواہ مرد ہو یا عورت کیونکہ یہ دینی معاملہ ہے اس لئے رویت حدیث کے مشابہ ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال رمضان کی رویت میں ایک آدمی کی شہادت قبول کی ہے جب آسمان ابر آلود نہ ہو تو اس وقت شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ اتنی کثیر جماعت چاند کو نہ دیکھ لے جس کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے اور ہلال عید کی رویت میں اگر مطلع ابر آلود ہو تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے کم کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی

(ہدایہ مع فتح القدیر مطبوعہ سکھر ۲۵۰/۲)

سارے مذاہب اپنی جگہ پر حق ہیں مگر امام الائمہ سراج الامہ، امام اعظم ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کتنا صاف، شفاف، عمدہ اور مفصل ہے کہ مطلع ابر آلود ہو تو ہلال رمضان میں ایک عادل شخص کی شہادت کافی ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو جم غفیر کی خبر ضروری ہے کیونکہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک دو آدمی نہیں بلکہ جماعت عظیم کے دیکھنے کا امکان ہے اور ہلال عید میں اگر مطلع غبار آلود ہو تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے رمضان اور عید کا چاند ثابت ہو جاتا ہے خواہ مطلع غبار آلود ہو یا نہ ہو اور امام مالک کے نزدیک دو آدمیوں کی گواہی ہر حال میں ضروری ہے۔

## شہادت رؤیت:

آپ پڑھ چکے ہیں کہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا ثبوت اس کی رؤیت اور عدم رؤیت پر ہے۔ جبکہ ہر شخص کے لئے اس کا دیکھنا ممکن نہیں تو اس کا دارومدار اور انحصار شہادت پر ہے اس لئے یہاں پر یہ درج کر دینا کہ شہادت کیا ہے اس کا لغوی اور اصطلاحی مطلب کیا ہے۔ شہادت دینے والے کو کیسا ہونا چاہیے اور شہادت لینے والے اور اس کو ضبط کرنے والے اور اس کا اعلان عام کرنے والے کو کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ چنداں غیر ضروری نہ ہوگا۔

## شہادت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

شہادت کے معنیٰ و مفہوم پر کلام کرتے ہوئے ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

جس چیز کا مشاہدہ کیا ہو یا جس پر کوئی شخص حاضر ہو اس کی خبر دینا لغت میں شہادت ہے۔ (نہایۃ مطبوعہ ایران ۲/۱۴۵)

## امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں

بصیرت سے یا آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے جس چیز کا علم حاصل ہو اس کی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔

(المفردات مطبوعہ ایران ۲/۱۸)

## امام ابن ہمام فرماتے ہیں

کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے "میں گواہی دیتا ہوں" کے الفاظ کے ساتھ مجلس قضا میں سچی خبر دینا شہادت ہے۔

(فتح القدیر مطبوعہ سکھر ۶/۳۴۶)

بعض نے لکھا ہے کہ شہادت دیتے وقت اشہد (میں گواہی دیتا ہوں) کا لفظ اختیار کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ قسم کو متضمن ہے گویا کہ شہادت دینے والا کہتا ہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ واقعہ اس طرح دیکھا اور اب میں اس کی خبر دیتا ہوں۔

## قرآن مجید میں شہادت کا حکم

قرآن مجید میں گواہی کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ . (البقرة: ۲۸۳)

ترجمہ: اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو گواہی کو چھپاتا ہے تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے۔

اور ایک مقام پر اس طرح ہے:

وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ . (الطلاق: ۲)

ترجمہ: اور اللہ کی خاطر گواہی دو

ایک مقام پر اس طرح ہے:

وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ . (الطلاق: ۲)

ترجمہ: اور اپنوں میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ بنالو

ایک مقام پر اس طرح ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا . (البقرة: ۲۸۲)

اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو انکار نہ کریں

مذکورہ بالا آیات میں گواہی دینے کا حکم بھی ہے اور گواہ بنانے اور گواہی کے لئے بلائے جانے پر انکار نہ کرنے کا حکم بھی ہے اور یہ بھی ہے کہ دو عادل شخصوں کو گواہ بنانا چاہیے۔ اور یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ گواہ کیسا ہونا چاہیے۔

گواہی دینے کے لئے گواہ کو عاقل، بالغ، بصیر اور ناطق ہونا چاہیے اور یہ کہ اس کو حد قذف نہ لگی ہو اور یہ کہ وہ محض اللہ کے لئے گواہی دے اور اس گواہی سے اس کا مقصد نہ کسی نفع کو حاصل کرنا ہو اور نہ کسی ضرر کو دور کرنا ہو، اور گواہ کا عادل ہونا بھی ضروری ہے۔

عادل ایسے شخص کو کہتے ہیں جس سے اکثر حسنات اور نیکیاں ظہور میں آتی ہوں کبیرہ گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ صاحب حیا ہو، مروت رکھنے والا ہو، صاحب عزت ہو، اخلاق سے گرے ہوئے کام نہ کرتا ہو اور یہ بھی کہ گواہ فاسق نہ ہو کیونکہ فاسق کی گواہی نامقبول ہے جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

قرآن مجید میں جھوٹی گواہی دینے سے منع کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ایمان والے جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۔ (الفرقان : ۷۲)

ترجمہ: ایمان والے جھوٹی گواہی نہیں دیتے

گواہی لینے اور اس پر عمل کرنے والوں سے فرمایا:

اِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَافَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ ۔

(الحجرات : ۶)

اور اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کو لو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں ایذا نہ پہنچا دو اپنے کیے پر پچھتانے لگ جاؤ۔

جہاں جھوٹی گواہی نہ دینے کا حکم ہے وہاں گواہ کی خبر پر یقین کرنے اور اس پر عمل

پیرا ہونے سے پہلے اس کی چھان بین کرنا اور اس کا کھوج لگانا اور تحقیق کرنا بھی ضروری ہے کہ گواہی دینے والے کا حال کیسا ہے اس کی ذہنی حالت کیسی ہے اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو یہ کہتے ہیں کہ گواہ جھوٹا ہو یا سچا ہمیں اس سے غرض نہیں بس اس نے کہہ دیا ہم نے مان لیا اس جھوٹ کا ذمہ دار وہ خود ہے جس نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ گواہی لینے والے کی ذمہ داری چھان بین اور تحقیق ہے۔ اس لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ جھوٹ بولنے والے کے سر سب کچھ ہے بلکہ جہاں جھوٹی گواہی دینے والا مجرم ہے وہاں گواہی لینے والے پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ واقع کی پوری چھان بین کرے وگرنہ وہ بھی اس کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔

## اختلاف مطالع

مطلع مختلف ہونے کی صورت میں جب ایک شہر کے ساکنین کو چاند نظر آ جائے اور دوسرے شہر کے رہنے والوں کو نظر نہ آئے تو دوسرے شہر کے رہنے والوں کے لئے پہلے شہر کے ساکنین کی رؤیت ہلال تسلیم کی جائے گی یا نہیں اس مسئلہ میں امت مسلمہ کے اکثر فقہا کا اس نظریہ پر اتفاق ہے کہ اگر دو شہروں میں بہت زیادہ فاصلہ نہیں ہے جیسے مکہ اور بغداد میں کم فاصلہ ہے جیسے بغداد اور بصرہ تو ایک شہر کے ساکنین کا چاند دیکھنا اگر دوسرے شہر کے رہنے والوں کے لئے بطریق موجب شرعی (جو کہ امام اہلسنت کے حوالے سے پہلے درج کئے جا چکے ہیں) ثابت ہو جائے تو دوسرے شہروں میں اس کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا اور اگر دوسرے شہروں کے مطالع میں بُعد اور دوری ہو جس سے ہلال کے طلوع میں ایک دن کا فرق ہو جائے تو پھر ان میں اختلاف مطالع معتبر مانا جائے گا۔

## چاند کا چھوٹا یا بڑا ہونا

جب کسی جگہ چاند کی رؤیت کے بارے میں اختلاف ہو جائے بعض لوگ مہینہ کو

۲۹ دن کا مان لیں اور بعض ۳۰ دن کا مہینہ پورا کرلیں تو اس کے بعد جو صورت حال دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ کہ دیکھئے جی آج چاند اتنی دیر کھڑا رہا، آج چاند اتنا بڑا تھا، یہ تو کسی صورت دوسرے دن کا نہیں بلکہ یہ تو یقینی طور تیسرے دن کا چاند ہے۔ اس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے مذاکرات کا سلسلہ چل نکلتا ہے جس سے اسلامی معاشرہ کی فضا خراب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ حدیث ملاحظہ فرمائیے! ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کے لئے گئے جب ہم وادی بطن نخلہ میں پہنچے تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ بعض لوگوں نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر ہماری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور ان سے ہم نے ذکر کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے بعض نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے اور بعض نے کہا یہ دوسری رات کا چاند ہے انہوں نے کہا تم نے کس رات کو چاند دیکھا تھا؟ ہم نے کہا فلاں فلاں رات کو، انہوں نے کہا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَيْلَةَ رَأَيْتُمُوْهُ۔ (صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کے لئے اسے بڑھا دیا ہے وہ حقیقت میں اسی رات کا چاند ہے جس رات تم نے اسے دیکھا۔

ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیے! ابوالبختری ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ذاتِ عرق میں رمضان المبارک کا چاند دیکھا۔ ہم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چاند کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے ایک آدمی بھیجا۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَدَّهٗ لِرُؤْيَةِ فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ

(صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے چاند کو دیکھنے کے لئے بڑھا دیا ہے اگر مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔

ان احادیث کے پیش نظر فیصلہ کرنا کتنا آسان اور سہل ہے حسن نیت کے ساتھ اپنی آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیجئے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# سنت اور نفل نمازوں کا بیان

چونکہ رمضان المبارک کا پورا ماہِ اقدس خیر و برکت سے معمور، اور فضل الٰہی سے بھرپور ہے اس کی ہر گھڑی میں رحمت الٰہی کا نزول کالی گھٹاؤں کی طرح برستا ہے، دن سارا روزے سے گزرتا ہے اور رات قیام میں بسر ہوتی ہے۔ اہل اسلام کا بچہ بچہ رمضان المبارک کی برکات سمیٹنے میں لگا ہوتا ہے، کبھی سحری کا اہتمام ہو رہا ہے کبھی افطاری کا انتظار ہے، ہر شخص خوشی سے جامے میں پھولا نہیں سما رہا، چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے خوشی سے باچھیں کھلی جا رہی ہیں، عجیب پیاری فضا ہے مسجدوں کی رونق اپنے عروج پر ہوتی ہے کہیں تلاوت قرآن ہو رہی ہے، کہیں درود و سلام کی محفل بجی ہے کہیں ذکر ہو رہا ہے، کہیں مسائل دینیہ پوچھے جا رہے ہیں، کہیں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے سبحان اللہ! کیا ماحول ہے کیسی پُرنور گھڑیاں ہیں ویسے تو عام دنوں میں بھی نوافل کی ادائیگی کرنی چاہیے مگر اس مہینے میں خصوصاً نوافل ادا کریں کیونکہ اس کا نفل فرض کے برابر اور اس کا فرض ستر فرضوں کے برابر اجر و ثواب کا درجہ رکھتا ہے۔

اس میں نوافل ادا کرنے کا لطف جداگانہ ہے جبکہ اس مہینے کی برکات سے مسلمانوں کے دلوں میں عبادت کی رغبت اور دنوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اس لئے یہاں سنت اور نفل نمازوں کا بیان کرنا مناسب اور برمحل ہے۔ جہاں تک نوافل کی فضیلت واہمیت کا تعلق ہے اس کے ضمن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح بخاری کی ایک حدیث کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اسے

محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کے آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چل کے جاتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ پناہ مانگے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۶۳/۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرنے والے اللہ کے محبوب بن جاتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے، کیا مقام ہے، کیا فضیلت ہے، کیا مرتبہ ہے، کیسا قرب ہے کہ محبت کرنے والے خود محبوب بن گئے، چاہنے والے خود چاہے جارہے ہیں۔ یہ مقام نوافل کی کثرت کی وجہ سے نصیب ہو رہا ہے، پہلے صرف محبّ تھے اب حال یہ ہے کہ محبّ بھی ہیں محبوب بھی، محبت کرتے بھی ہیں اور چاہے جاتے بھی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے جس کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت بندے کے جس عمل کا حساب سب سے پہلے لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وبامراد ہوکر نجات پا جائے گا۔

اور اگر نماز میں کوئی خامی یا کسی چیز کی کمی واقع ہوئی تو وہ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے نامہ اعمال میں نوافل ہے؟ پس فرض نمازوں کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔

اور پھر اسی طرح بقیہ اعمال زکوٰۃ وغیرہ کا حساب لیا جائے گا۔ اس لئے جتنا ممکن ہوسکے فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرتے رہنا چاہیے اور امید ہی نہیں یقین رکھنا چاہیے بلکہ یقین کامل رکھنا چاہیے کہ اللہ نوافل کو قبولیت کا درجہ دے گا

اور انہی نوافل کے ذریعے ہمیں اپنی قرب کی منزل پر فائز فرمائے گا۔ شاید کہ آخرت میں نوافل نجات کا ذریعہ اور سبب بن سکیں (آمین ثم آمین)

اس مقام پر یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ نوافل اس کے قبول ہوتے ہیں جو فرائض اور واجبات کی مکمل ادائیگی کرتا ہے اور ان کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتتا، آج کل یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ فرائض و واجبات کی طرف اس قدر دھیان نہیں دیتے جس قدر کوشش نوافل کے لئے کرتے ہیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ زکوٰۃ جو فرض ہے اس کی طرف دھیان نہیں اور دیگر فضول خرچیوں میں سب کچھ اڑایا جا رہا ہے، نماز باجماعت سے مکمل غافل ہیں اور ساری ساری رات ذکر و فکر کے نام سے گذار دی جاتی ہے جلسے میں ضرور حاضر ہوتے ہیں مگر فجر کی نماز میں نہیں کہاں تک عرض کیا جائے:

پوچھتے ہو کہ درد کہاں ہوتا ہے
ایک جگہ ہو تو بتاؤں کہ کہاں ہوتا ہے

کاش فرائض اور واجبات پر بھی سختی سے عمل پیرا ہوں۔

عبادت دو طرح کی ہے۔

### مقصودہ اور غیر مقصودہ

وضو غیر مقصودہ عبادت ہے اور نماز مقصودہ وضو اس لئے کیا جاتا ہے کہ نماز پڑھ سکیں اس لئے کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے، شرط سے مراد یہ کہ بغیر اس کے پڑھی تو ہوگی ہی نہیں بلکہ اگر کسی نے جان بوجھ کر بلا طہارت نماز پڑھی تو بعض کے نزدیک کفر ہے اور حرام ہے۔

حدیث میں ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

# طہارت کی اقسام

طہارت دو قسم کی ہے۔

۱......طہارت صغریٰ ۲......طہارت کبریٰ

طہارت صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل ہے۔

چونکہ طہارت صغریٰ اور طہارت کبریٰ کی بات چل نکلی ہے تو یہاں پر دل چاہتا ہے کہ کچھ بیان وضو اور غسل کے بارے میں بھی کر دیا جائے تا کہ یہ تحریر مزید فائدہ مند ہو قارئین کے لئے اور خود مؤلف کتاب کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہو۔

## فضائلِ وضو

سب سے پہلے وضو کے چند فضائل پیش کئے جاتے ہیں، جن کے پڑھنے سے وضو کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ ہو اور طبیعت اس کی طرف رغبت کرنے لگے۔

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے

(بخاری، مسلم)

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹادے اور درجات بلند کرے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فرمایا جس وقت وضو نا گوار ہوتا ہے اس وقت وضوئے کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار اس کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ کفار

کی سرحد پر حمایت بلاد اسلام کے لئے گھوڑا باندھنے کا۔ (مسلم شریف)

عبداللہ الصنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مؤمن وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر ناک کو صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے اور پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز پڑھنا اس سے زائد ہے۔

(مؤطا امام مالک، نسائی)

☆...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے

(طبرانی)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار وضو کرے تو اس کو دوگنا ثواب ہے اور جو تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

☆...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس

دروازے سے چاہے داخل ہو (مسلم شریف)

☆حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو پر وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ترمذی)

## وضو کے فرائض

وضو کے فرائض چار ہیں۔

۱......منہ دھونا
۲......کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا
۳......سر کا مسح کرنا
۴......ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا

### منہ دھونا

پیشانی کے آغاز سے عمومی طور پر جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک لمبائی میں اور ایک کان سے دوسرے کان تک چوڑائی میں منہ کہلاتا ہے اس حد کے اندر ہر حصہ میں ایک مرتبہ پانی کا بہانا فرض ہے۔

### ہاتھ دھونا

انگلیوں کے ناخنوں کے سرے سے لے کر کہنیوں سمیت ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ اگر کہنیوں سے لے کر ناخنوں تک کوئی جگہ دھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

### سر کا مسح کرنا

ہمارے ہاں سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرنا فرض ہے۔ اور یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ مسح کرنے کے لئے ہاتھ تر ہونے چاہیے چاہے ہاتھ میں تری اعضاء کے دھونے کے بعد باقی رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کیا ہو۔

### پاؤں کا دھونا

ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔

## ضروری نوٹ

کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے بھیگ جانے یا تیل کی طرح چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو یا غسل ادا ہوگا اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا

(ماخوذ از بہار شریعت)

اس لئے وضو یا غسل کرتے وقت جسم کے ان حصوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے اور یہ بھی ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں بعض بہت تنگ انگوٹھیاں اور چھلے پہنے جاتے ہیں اور بعض اوقات کلائیوں میں تنگ چوڑیاں پہنی جاتی ہیں اور کبھی پاؤں کے انگوٹھے وغیرہ میں کس کر دھاگا باندھ دیا جاتا ہے کہ ان کی موجودگی میں پانی کا پہنچنا انتہائی دشوار گذار ہوتا ہے اس لئے یا تو وضو کرتے ان کو اتار لینا چاہیے یا ایسی تدابیر اختیار کرنا چاہیے جس سے ہر عضو کے ہر حصے پر پانی بہہ جائے تاکہ وضو درست ہو سکے

چونکہ ضمناً وضو کا ذکر آ جانے کی وجہ سے قارئین کی سہولت کے لئے مجمل طور پر اس کا تذکرہ کیا جارہا ہے تفصیل کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ وضو، غسل اور اس سے متعلقہ مسائل کے لئے مؤلف کی کتاب، کتاب الصلوٰۃ مسمّٰی بہ احکام نماز کا مطالعہ از حد فائدہ مند ہوگا۔

## وضو کی سنتیں

۱......نیت کرنا　　۲......بسم اللہ سے شروع کرنا

۳......پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھونا　　۴......مسواک کرنا

یہ عورتوں کے لئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سنت ہے

اگر ■ نہ کریں تو حرج نہیں ان کے لئے مسی کافی ہے اس لئے کہ ان کے دانت اور مسوڑھے مردوں کی نسبت کمزور ہوتے ہیں۔(الملفوظ)

۵......تین چلو پانی سے تین کلیاں کرنا

۶......تین چلو پانی سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا

۷......بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

۸......ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا

۹......جو اعضاء دھونے کے ہوں ان کو تین تین بار دھونا

۱۰......پورے سر کا ایک بار مسح کرنا

۱۱......ساتھ ہی دونوں کانوں کا ایک بار اسی پانی سے مسح کرنا

۱۲......ترتیب سے وضو کرنا اس طرح کہ پہلے منہ، پھر ہاتھ پھر سر کا مسح اور پھر پاؤں۔

۱۳......اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے۔(عامہ کتب)

## وضو کے مستحبات

۱......قبلہ رو اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا

۲......پانی بہاتے وقت ہر حصے پر تر ہاتھ پھیر لینا

۳......وضو کا پانی پاک جگہ پر گرانا

۴......اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا

■......وضو کرنے میں بلا ضرورت کسی دوسرے سے مدد نہ لینا

۶......وقت سے پہلے وضو کر لینا

۷......انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اگر تنگ ہو تو ہلانا ضروری ہے

۸......اطمینان سے وضو کرنا

۹......دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا

۱۰......ہر عضو دھوتے وقت نیت وضو حاضر رہنا

۱۱......بسم اللہ، درود شریف اور دعائیں پڑھنا

۱۲......گردن کا مسح کرنا

۱۳......وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت اور انا انزلناہ پڑھنا

۱۴......وضو کا بچا ہوا تھوڑا پانی پی لینا

۱۵......بغیر ضرورت بدن کو کپڑے سے بالکل خشک نہ کرنا

(عامہ کتب)

## وضو کے مکروہات

فقہ کی کتابوں میں مکروہ کی تعریف کے ضمن میں لکھا ہے:

اَلْمَكْرُوْهُ ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ

(مراقی الفلاح)

یعنی پسندیدہ کی ضد کو مکروہ کہتے یعنی ناپسندیدہ اور اس کی دو قسمیں ہیں

۱......مکروہ تحریمی

۲......مکروہ تنزیہی

مکروہ تحریمی وہ جو حرام کے قریب ہے اور مکروہ تنزیہی وہ جو حلال کے قریب ہے

(مراقی الفلاح)

وضو میں جو چیزیں ناپسندیدہ ہے وہ یہاں درج کی جاتی ہیں

۱......وضو کے لئے ناپاک جگہ پر بیٹھنا یا ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا

۲......اعضاء وضو سے لوٹے وغیرہ میں وضو کا پانی ٹپکانا

۳......مسجد کے اندر وضو کرنا

۴......پانی میں تھوکنا، ناک سنکنا، رینٹھ یا کھنکھار ڈالنا

۵......قبلہ کی طرف تھوک یا کلی کرنا

۶......بلاضرورت دنیا کی بات کرنا

۷......زیادہ پانی خرچ کرنا

۸......اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو

۹......چہرے پر زور سے پانی مارنا

۱۰......ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوؤں اور دوسری اقوام کا طریقہ ہے

۱۱......گلے کا مسح کرنا

۱۲......بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا

۱۳......دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

۱۴......تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا

۱۵......دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا اگرچہ یہ مطلقاً مکروہ نہیں ہے بعض قیودات کے ساتھ۔

تفصیل کے لئے کتب فقہ سے رجوع کریں۔

۱۶......ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کر لینا

۱۷......کسی سنت کو چھوڑ دینا

## وضو توڑنے والی چیزیں:

بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے لاحق ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے ان کو نواقض وضو قرار دیا ہے بعض کا بیان یہاں پر کیا جاتا ہے

۱......ہر وہ شے جو مرد و عورت کے پیشاب اور پاخانہ کی راہ سے باہر نکلے جیسے پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، کیڑا اور پتھری وغیرہ لیکن مرد و عورت کے پیشاب کرنے

کی جگہ سے جو ریح نکلتی ہے وہ ناقض وضو نہیں ہے

۲.....خون، پیپ اور زرد رنگ کے پانی کا بدن سے نکل کر بہہ جانا

۳.....کھانے یا پانی یا صفراء کی وہ قے جو منہ بھر ہو

۴.....منہ سے خون کا نکلنا جبکہ تھوک پر غالب ہو

۵.....آنکھ، کان، ناف، اور پستان وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو ان وجوہات کی وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے وضو توڑ دے گا۔

۶.....کروٹ کے بل، تکیہ لگا کر یا ایسی چیز کا سہارا لے کر سونا کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو گر جائے وضو توڑ دے گا

۷.....بیہوشی، جنون، غشی اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں

۸.....بالغ کا قہقہہ لگا کر ہنسنا جبکہ رکوع اور سجود والی نماز میں ہو۔

نوٹ:

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ محض بے اصل بات ہے اور یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ دوسروں کے سامنے ستر کھولنا بغیر ضرورت کے حرام ہے۔

اس کے علاوہ بھی نواقض وضو ہیں تفصیل کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

# غسل کے فرائض

## غسل کے تین فرائض ہیں

۱.....کلی کرنا روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرنا ضروری ہے

۲.....ناک میں پانی ڈالنا، دونوں نتھنوں سے پانی اس طرح چڑھانا کہ ناک کی نرم جگہ تک پہنچ جائے۔

۳.....ایک مرتبہ پورے بدن پر پانی بہانا

## غسل کی سنتیں

۱.....نیت کرنا

۲.....پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھونا

۳.....استنجے کی جگہ دھونا خواہ ناپاکی ہو یا نہ ہو

۴.....بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دھونا

۵.....نماز کا سا وضو کرنا مگر پاؤں نہ دھونا ہاں اگر چوکی، تختے، پتھر یا پکے فرش پر نہائیں تو پاؤں دھونے میں حرج نہیں

۶.....پورے بدن پر پانی تیل کی طرح چپڑ لینا خصوصا سردیوں میں

۷.....پہلے تین مرتبہ دائیں کندھے پر پانی بہانا

۸.....پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی بہانا

۹.....پھر تین مرتبہ سر پر اور تمام بدن پر پانی بہانا اور وہاں سے ہٹ جانا اور اگر پہلے پاؤں نہ دھوئے ہوں تو آخر میں دھونا

۱۰.....نہاتے وقت قبلہ کو منہ نہ کرنا

۱۱.....تمام بدن پر ہاتھ پھیرنا اور ملنا

۱۲......ایسی جگہ نہانا کہ کوئی نہ دیکھے

۱۳......کسی قسم کی بات چیت نہ کرنا اور نہ ہی کوئی دعا پڑھنا

۱۴......بیٹھ کر نہانا اور نہا کر فوراً کپڑے پہن لینا

۱۵......وضو کی سنتوں اور مستحبات کا غسل میں بھی خیال رکھنا

(در مختار، ردالمحتار وغیرہ)

## جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے

۱......منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ مرد و عورت کے عضو سے جدا ہونا

۲......احتلام یعنی سونے کی حالت میں خواب میں منی کا نکلنا جبکہ جاگنے پر کپڑوں پر تری پائی گئی اور اس کے منی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے۔

۳......التقائے ختنین یعنی دونوں شرمگاہوں کا بلا حائل ایک دوسرے سے مل جانا اس حال میں کہ ایک کا دخول ہو

۴......حیض سے فارغ ہونا

۵......نفاس سے فارغ ہونا

## تیمّم

حدث اصغر اور حدث اکبر کے لاحق ہونے سے پاکی حاصل کرنے کے لئے وضو اور غسل کی ضرورت ہوتی ہے، پانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کیا جاتا ہے پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند وجوہات ہیں۔

۱......بیماری

ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو، خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو اور غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی

ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا۔

## ۲...... پانی سے دُوری

پانی سے ایسی دوری کہ چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کے نہ ہونے کا پتہ ہو۔

## ۳...... سردی

اتنی سردی کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ اور آگ موجود نہ ہو۔

## ۴...... دشمن کا خوف

دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا سانپ یا شیر یا کسی دوسرے درندے کا خوف ہو کہ پھاڑ کھائے گا یا ڈس لے گا اسی طرح عورت کے لئے بدکار شخص کا خوف کہ بے آبرو کردے گا۔

## ۵...... اسباب

پانی نکالنے کے اسباب یعنی ڈول اور رسی وغیرہ نہیں کہ پانی بھر سکے اور یہ جنگل میں ہے۔

## ۶...... پیاس کا خوف

یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وضو یا غسل میں صرف کرے گا تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور پیاسا رہ جائے گا، اپنی یا ان میں کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا صحیح اندیشہ ہو اور وہ ایسی راہ ہے کہ دور تک پانی کا پتہ نہیں۔

## ۷......پانی کی قیمت کا زیادہ ہونا

یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیے اس سے دوگنا مانگتا ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہ ہو تو تیمم جائز نہیں۔

## ۸......گمان

یہ گمان کہ پانی کی تلاش کرنے میں قافلہ نگاہوں سے غائب ہو جائے گا یا ریل وغیرہ چھوٹ جائے گی یا یہ کہ عیدین کی نماز جاتی رہے گی۔

## ۹......نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ

غیر ولی کو نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔ (بہار شریعت)

## تیمم کے فرائض

تیمم کے تین فرائض ہیں۔

۱......نیت! اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم جائز نہ ہوگا۔

۲......دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرے پر پھیرنا

۳......دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

## تیمم کی سنتیں:

۱......شروع میں بسم اللہ پڑھنا

۲......دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو زمین پر مارنا

۳......ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو زمین پر رکھ کر آگے کی طرف کھینچنا

۴......پھر ان کو زمین پر رکھے ہوئے لوٹانا

۵......ہاتھوں کو جھاڑنا اس طرح کہ ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے

انگوٹھے کی جڑ پر مارنا تا کہ زائد مٹی جھڑ جائے اور نہ اس طرح مارنا کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

۶......انگلیاں کشادہ کر کے زمین پر مارنا تا کہ اگر غبار ہو تو ان کے درمیان میں آجائے

۷......ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے چہرہ، پھر دایاں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ پر مسح کرنا

۸......مسح میں اس طرح تسلسل رکھنا کہ اگر پانی سے اعضاء دھوئے جاتے تو اتنی دیر میں پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے یہ یاد رہنا چاہیے کہ ضرب لگاتے وقت اگر غبار ہاتھ کو پہنچ گیا ہو تو انگلیوں اور داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے اور اگر غبار نہ پہنچا ہو تو خلال ضروری ہے۔

(عامہ کتب)

## ہاتھوں کے مسح کا طریقہ

ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا آگے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یونہی داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے۔

(بہار شریعت)

## تیمّم کن چیزوں سے جائز ہے

تیمّم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ چونہ، سرمہ، ہڑتال وغیرہم یعنی وہ چیزیں جو آگ میں جل کر راکھ نہ ہوں۔ اور جو چیزیں جل کر راکھ ہو جائیں اور جو پگھل کر نرم ہو جائیں ان سے تیمّم جائز نہیں ہے جیسے لکڑی، گھاس، وغیرہ اور لوہا، تانبا، پیتل، سونا، چاندی، وغیرہم

عامہ کتب)

## خصوصیت امت محمدیہ

پہلے انبیاء کرام کی امتوں میں سے کوئی امت ایسی نہ تھی جن کے لئے تیمم جائز ہوتا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے امت محمدیہ پر خاص انعام ہے جو اس سے پہلے کسی پر نہ ہوا حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا.

(صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۹)

ترجمہ: یعنی روئے زمین کو خاص طور پر ہمارے لئے مسجد اور ذریعہ طہارت بنایا گیا ہے

## تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

تیمم کو توڑ دیتی ہے ہر وہ چیز جو توڑ دیتی ہے وضو کو اور واجب کرتی ہے غسل کو اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ پانی اتنی مقدار میں ہو جو اس کی ضروریات اصلیہ سے زائد ہو اور وضو کے لئے کافی ہو۔ (عامہ کتب)

## تحیۃ الوضوء

وضوء کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ نوافل کی ادائیگی کے لئے اوقات مکروہ نہ ہوں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ غسل کے بعد بھی دو رکعات پڑھنا مستحب ہے اور اگر کسی نے وضو کرنے کے بعد فرض اور سنتیں پڑھیں تو وہی قائم مقام تحیۃ الوضوء کے ہو جائیں گے۔

(ردالمحتار)

احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تحیۃ الوضوء کی بڑی فضیلت بیان کی گئی اور عاشق رسول مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اس کے بعد تحیۃ الوضوء میں مداومت فرماتے رہے جس کی وجہ سے ان کے بہت سے

درجات بلند کیے گئے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّاءُ فَيُحْسِنُ وُضُوْئَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔

(صحیح مسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۲)

ترجمہ: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے پوچھا:

يَابِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِى الْاِسْلَامِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِى الْجَنَّةِ قَالَ مَاعَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِيْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَاكُتِبَ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ ۔

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۵۴)

ترجمہ: اے بلال اسلام میں آنے کے بعد کوئی ایسا عمل مجھے بتاؤ جس کی قبولیت کی تمہیں زیادہ امید ہو اس لئے کہ میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے آگے سنی ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اس سے زیادہ پر امید عمل نہیں کیا کہ میں رات اور دن میں جب بھی وضو کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اس پاکی کے ساتھ یعنی وضو کے ساتھ جتنا پڑھنا میرے لئے مقدر ہوتا ہے۔ یہ وہی نماز ہے جسے تحیۃ الوضوء کہتے ہیں اور یہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات میں سے تھی۔ یہ نماز ہمیشہ سے پڑھی جارہی ہے۔

مسلم معاشرہ قدر منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لغوی معنی کے اعتبار سے مسجد سجدہ کی جگہ کو کہتے ہیں مگر اصطلاح میں مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جسے مسلمانوں نے اپنی ملکیت سے الگ کر کے مسلمانوں کی عبادت کے لئے وقف کر دیا ہو اور عبادت کے لئے اذن عام کر دیا ہو پہلی قومیں معروف مساجد میں نماز پڑھ سکتی تھیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے مسلمانوں کو دیگر خصوصیتوں کے ساتھ یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ ہر پاک اور عبادت کے لائق جگہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ جس جگہ پر ایک مرتبہ مسجد بن جائے وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے اور تحت الثرٰی سے لے کر سدرۃ المنتہٰی تک ساری زمین اور ساری فضا مسجد ہی ہوتی ہے۔ مساجد میں عبادت کا ثواب ۲۷ درجہ سے لے کر ۷۰۰ گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

## مسجد کی فضیلت

مسجد خانہ خدا ہونے کے ساتھ ساتھ، شعائر اللہ اور شعائر اسلام بھی ہے اور اسلام کی عظمت کا نشان بھی ہے اور مرکز اسلام بھی ہے اور جنت کی کیاری بھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ وہ اپنے گھر آنے والوں کی تکریم کرے۔ (المعجم الطبرانی)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آکر نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اس وقت تک جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ اس بندے سے محبت رکھتا ہے۔

(الطبرانی فی الاوسط)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے تیرا پڑوسی کون ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا مسجدوں کو آباد کرنے والے۔

(حلیة الاولیاء)

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص اللہ کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں تو روزی دے اور کفایت کرے، مر جائیں تو جنت میں داخل کرے:

۱......وہ شخص جو گھر میں داخل ہو اور گھر والوں کو سلام کرے وہ اللہ کی ضمان میں ہے

۲......وہ جو مسجد کو جائے وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔

۳......وہ جو اللہ کی راہ میں نکلا اللہ کی ضمان میں ہے۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ سایہ کرے گا اس دن جس دن اس کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

۱......امام عادل

۲......جس کی نشو و نما اللہ کی عبادت میں ہوئی

۳......وہ جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہو

۴......وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لئے دوستی رکھتے ہیں اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر متفق ہوئے۔

۵......وہ جسے کسی صاحب منصب و جمال عورت نے بلایا ہو اور اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶......وہ شخص جس نے صدقہ دیا اور اتنا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے خرچ کیا۔

۷......وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔

## مسجد میں داخلہ

مسجد میں داخل ہونے کی بڑی فضیلت ہے جو شخص مسجد میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے اس لئے کہ مسجد امن کی جگہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح یا شام کو مسجد میں جائے اللہ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے جتنی بار جائے۔ (بخاری، مسلم)

## مسجد میں داخل ہونے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو پہلے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر پڑھے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .

ترجمہ: اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

سنن ابن ماجہ میں منقول روایت کے الفاظ یہ ہیں:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .

(سنن ابن ماجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۵۶)

جبکہ یہی الفاظ ابوحمید ساعدی کی روایت میں بھی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۵۶)

(سنن ابی داؤد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص:۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جاتے تو یہ کہتے

اَعُوْذُ بِاللہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(سنن ابی داؤد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص:۶۷)

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ عظیم کی اور اس کریم ذات کی اور اس سلطان قدیم کی شیطان مردود سے۔

اور فرمایا اسے پڑھ لے تو شیطان کہتا ہے مجھ سے تمام دن محفوظ رہا

سیدہ عالم، ملکہ فردوس بریں، نور چشم رحمۃ للعالمین، عفت کا درنہاں، عصمت کا گنج گراں، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پڑھتے:

بِسْمِ اللہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۵۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے اور سلام ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اے اللہ بخش دے میرے گناہ اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔

## مسجد سے نکلنے کی دعا

حدیث میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلتے تو پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ.

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۵۶)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. پڑھتے اس کے بعد وہ دعائیں پڑھتے

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص:۲۶)

## نوافل تحیۃ المسجد

مسجد کی عظمت کے پیش نظر ضروری ہے کہ جو شخص بھی مسجد میں داخل ہو دو رکعت نماز پڑھے اگر ہو سکے تو چار رکعت پڑھے اس نماز کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے جس کے راوی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ.

(صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۵)

ترجمہ: جب تم سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لینی چاہیے۔

☆...... جب اوقات مکروہ میں مسجد میں داخل ہو تو تحیۃ الوضوء نہ پڑھے بلکہ تسبیح وتہلیل و درود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔ (ردالمحتار)

☆...... اس نماز کے پڑھنے کا وقت یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے، اگر بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہیں ہوئی اب پڑھ لے۔ (ردالمحتار)

☆...... فرض یا سنت یا کوئی نماز پڑھ لی تو تحیۃ المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو اس نماز کا حکم اس کے لئے ہے جو مسجد میں نماز کی نیت سے نہ گیا ہو، بلکہ درس و تدریس و ذکر وغیرہ کے لئے گیا ہو اگر فرض یا اقتداء کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے گا اگر عرصہ کے بعد

پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔ (بہار شریعت)

دن میں ایک مرتبہ تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اگر بغیر وضو کے مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھے۔ (در مختار)

# نمازِ اشراق

فجر کی نماز کی برکات سمیٹنے اور فریضہ خداوندی ادا کر لینے کے بعد جب تک طلوع آفتاب نہ ہو نماز جائز نہیں ہے۔ طلوع آفتاب کے بعد دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ نماز اشراق کا وقت سورج کی ٹکیا نکلنے کے بعد تقریباً بیس منٹ کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے اور سورج کے بلند ہونے تک باقی رہتا ہے۔

صالحین و کاملین کے نزدیک یہ نماز بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے اس کا پڑھنا بلندی درجات اور گناہوں کے کفارہ باعث ہے۔

حدیث ملاحظہ فرمائیے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَامَّةً ، تَامَّةً ، تَامَّةً .

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۸۹)

ترجمہ: جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر اس نے دو رکعات نماز پڑھی اس کا اجر اسی طرح ہے جیسے حج اور عمرہ کا ثواب ہو۔ راوی کہتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تامۃ کا لفظ تین مرتبہ فرمایا یعنی پورا، پورا، پورا یعنی مکمل حج اور عمرہ کا ثواب اس کو ملے گا۔

ایک اور حدیث یہ ملاحظہ فرمائیے:

معاذ بن انس جہنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَعَدَ فِیْ مُصَلَّاہُ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُسَبِّحَ رَکْعَتَیِ الضُّحٰی لَایَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَلَہٗ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ. (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: جو شخص نماز فجر کے فارغ ہونے کے بعد مصلے پر بیٹھا رہے۔ اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے یعنی سورج نکلنے کے بعد اور دونوں نمازوں کی درمیان کوئی بات نہ کہے، سوائے کلمہ خیر کے تو اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ بعض اہل تحقیق کے ہاں اس نماز سے مراد نماز اشراق ہے۔

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کے بعد مصلے پر بیٹھ کر ذکر واذکار کرتے رہتے تھے اور بعد طلوع شمس دو رکعت پڑھ کر جاتے تھے لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے جواب دیا میں سنت کی پیروی میں ایسا کرتا ہوں۔ اور بعض دیگر مستند کتابوں مین اس نماز کی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ نماز پڑھنے والے کی روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔

غنیۃ الطالبین ایسی کتاب ہے جو حضور غوث اعظم، سید الاسیاد، فرد الافراد، مرجع الاوتاد، نافع البلاد، دافع الفساد، غوث الاغواث، محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی، عارف حقانی، قندیل نورانی، شمع لاثانی، پیر پیراں، میر میراں، شاہ جیلاں، ماہ گیلاں، مرکز دائرہ قطبیت، مصدر فیضان ولایت، مظہر شان رسالت، الشیخ السید ابو محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ذات والا صفات ہیں جن کے نام کے ڈنکے

پوری کائنات میں بج رہے ہیں۔ پوری دنیا میں جن کے نام کے ترانے گائے جاتے ہیں، وہ شیخ الارض ہی نہیں شیخ السموٰت بھی ہیں وہ شیخ الانس ہی نہیں شیخ الجن بھی اور شیخ الملائکہ بھی ہیں

خود آپ کا فرمان ہے:

اَلْاِنْسُ لَهُمْ مَشَائِخُ وَالْجِنُّ لَهُمْ مَشَائِخُ وَالْمَلَائِكَةُ لَهُمْ مَشَائِخُ وَاَنَا شَيْخُ الْكُلِّ.

(قلائد الجواهر في مناقب عبدالقادر)

ترجمہ: کچھ انسانوں کے شیخ ہیں اور کچھ جنوں کے شیخ ہیں اور کچھ فرشتوں کے شیخ ہیں اور میں سب کا شیخ ہوں۔

شیخ محقق، محقق علی الاطلاق بالاتفاق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شان میں اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں:

اگر دیگراں قطب اند او قطب الاقطاب است واگر ایشاں راسلاطین او سلطان السلاطین۔

ترجمہ: اگر دوسرے قطب ہیں تو آپ قطب الاقطاب ہیں اگر دوسرے بادشاہ ہیں تو آپ بادشاہوں کے بھی بادشاہ ہیں۔

آپ کی شان میں ملا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قطعہ زبانِ زد عام ہے:

وصف تو چہ گویم شہ غوث الثقلینا ‏ ‏ ‏ محبوب نبی ابن حسن آل حسینا

سر بہ قدمت جملہ نہادند بگفتند ‏ ‏ ‏ تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

اور جلال الدین رومی لکھتے ہیں:

غوث اعظم درمیانِ اولیاء ‏ ‏ ‏ چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء

اور غوث زماں بہاء الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سگ درگاہ میراں شو چوں خواہی قرب ربانی

بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

# نمازِ چاشت

اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر وقت یادِالٰہی میں مصروف و مشغول دیکھنا چاہتا ہے اسی لئے دن اور رات کے آٹھوں پہر یعنی چوبیس گھنٹوں میں یادِالٰہی کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہیے۔ دیکھ لیجئے کبھی فجر، کبھی ظہر، کبھی عصر، کبھی مغرب، کبھی عشاء، کبھی رات کی نماز، کبھی اشراق، کبھی اوابین، اور کبھی چاشت کی نماز، اس نماز کو صلوٰۃ الضحیٰ بھی کہتے ہیں اور یہ مستحب ہے کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ رکعتیں ہیں۔

حدیث میں ہے جس نے چاشت کی بارہ رکعتین پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ سبحان اللہ کتنی چھوٹی سی مزدوری کے بدلے مین کتنا عظیم اجر ہے۔ وہ ذات رب ذوالجلال ہمارے عمل کے مطابق نہیں بلکہ اپنی رحمت کے مطابق عطا فرماتا ہے۔ بارہ رکعتوں کے بدلے میں سونے کا محل اور وہ بھی جنت میں

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

اور

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

سونے کے محل والی حدیث پڑھیے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الضُّحیٰ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ مِنْ ذَھَبٍ.

(جامع ترمذی ۱۰۸/۱)

ترجمہ: انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ رکعت چاشت کی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے سونے کا محل جنت میں بناتا ہے۔

فضیلت نماز چاشت پر ایک حدیث یہ بھی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَةِ الضُّحٰی غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

(ترمذی ۱/۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاشت کی دو رکعتوں کی محافظت کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ چاشت کی نماز کی مداومت کرنے والا چاہے دو رکعت ہی کیوں نہ پڑھے وہ فضل الٰہی سے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

## نماز چاشت کم از کم دو رکعت ہے

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ چاشت کی نماز کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔

## نماز چاشت چار رکعت بھی ہے

اگرچہ چاشت کی نماز کی رکعتیں مختلف مواقع پر مختلف رہی ہیں کبھی کم کبھی زیادہ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر چار رکعت ہی پڑھتے تھے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا وَیَزِیْدُ مَاشَاءَ اللّٰهُ.

ترجمہ: چاشت کی چار رکعات پڑھتے اور جس قدر اللہ چاہتا زیادہ پڑھتے۔

## چاشت کی آٹھ رکعت بھی ہیں

عمرو بن ہمرہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ

سے یہ کسی نے نہیں بیان کیا کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ فرماتی ہیں:

قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَیْتَھَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ فَغَسَلَ وَثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ فَلَمْ اَرَ قَطُّ اَخَفَّ عَنْھَا غَیْرَ اَنَّہٗ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔

(صحیح البخاری ۱/۱۵۷، جامع الترمذی ۱/۱۰۸)

ترجمہ: بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں تشریف لائے۔ غسل کیا اور آٹھ رکعات پڑھیں، میں نے آپ کو ایسی ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا ہاں رکوع و سجود پورے فرماتے تھے۔

ویسے تو نماز چاشت کی روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد بیس ہے لیکن یہ شرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آٹھ رکعات پڑھتے دیکھنے کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کو نصیب ہوا۔ یاد رہے کہ ان کا مشہور نام فاختہ ہے حضرت علی شیر خدا کی بہن ہیں اور معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے گھر آرام فرما رہے تھے۔ اس مذکورہ حدیث سے چاشت کی آٹھ رکعات ثابت ہوئیں جبکہ اس سے پہلے جامع ترمذی کے حوالے سے آپ حدیث پڑھ آئے ہیں کہ چاشت کی زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔

## فضیلت نماز چاشت

اس نماز کی فضیلت میں روایات تو بے شمار ہیں ان میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ ذَرٍّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ ابْنَ اٰدَمَ اِرْکَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَکْفِکَ اٰخِرَہٗ۔

(جامع ترمذی ۱/۱۰۸، سنن ابی داؤد ۱/۱۹۰)

ابو درداء اور ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم شروع دن میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لے، آخر دن تک میں تیری کفایت کروں گا۔

## چاشت کی نماز ہر صدقے کا نعم البدل ہے

دین اسلام میں صدقات نافلہ وواجبہ کا بڑا مقام ہے، صدقات واجبہ سے مراد زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر وغیرہم ہیں، اور صدقات نافلہ وہ ہیں جو بندہ اپنی طرف سے زائد راہ خدا میں پیش کرتا ہے۔ صدقات واجبہ کے علاوہ جتنی قسم کے بھی صدقات ہو سکتے ہیں نماز چاشت سب کو کفایت کرتی ہے اور ان کا نعم البدل ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سَلَامِىٍّ مِنْ اَحَدِكُمْ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ فَلَهٗ بِكُلِّ صَلٰوةٍ صَدَقَةٌ، وَصِيَامٍ صَدَقَةٌ، وَحَجٍّ صَدَقَةٌ، وَتَسْبِيْحٍ صَدَقَةٌ، وَتَكْبِيْرٍ صَدَقَةٌ، وَتَحْمِيْدٍ صَدَقَةٌ، فَعَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذِهٖ اَعْمَالِ الصَّالِحَةِ ثُمَّ قَالَ يُجْزِئُ اَحَدَكُمْ مِنْ ذَالِكَ رَكْعَتَا الضُّحٰى۔**

(جامع ترمذی)

ترجمہ: تم میں سے ہر آدمی کے ہر جوڑ پر صبح سے صدقہ کرنا لازم ہو جاتا ہے ہر دن میں۔ پس اس کے لئے ہر نماز صدقہ ہے، روزہ صدقہ ہے، حج صدقہ ہے، سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام اعمال صالحہ کو گنا پھر فرمایا تم میں سے ہر ایک کو ان کے بدلے میں چاشت کی دو رکعت کفایت کرتی ہیں۔

## میرا قیام بھائی منور حسین کے ہاں

نمازِ چاشت کے متعلق بہت سی کتب میں اس کے فضائل میں بہت کچھ لکھا ہے مگر میں کتابیں نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تفصیل سے لکھنے سے معذور ہوں۔ اس لئے کہ میں ان دنوں (۶ ستمبر ۲۰۰۶) میں امریکہ، نیویارک کے علاقے اسٹوریا کوئینز میں ٹھہرا ہوا ہوں میرا قیام ۲۱ سٹریٹ ۳۲۔۲۵ بلڈنگ دوسری منزل میں ہے یہاں پر میں مہمان ہوں، میرے میزبان میرے چھوٹے بھائی برادر حقیقی ▪ پیکر اخلاص ومحبت منکسر المزاج، جن کے اخلاق کا زمانہ معترف ہے جناب محترم منور حسین دام اقبالہ اور جناب محترم ومکرم پہلوان محمد اشرف کلیر صاحب اور حاجی محمد ارشد کلیر صاحب، یہ دونوں بھائی آپس میں برادر حقیقی ہیں اور ان کے علاوہ میرے عزیز جناب محمد نواز کھوکھر صاحب اور عزیزم سعد خالد سلمہ ہیں۔ دن رات ملنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے مگر نیویارک جیسے علاقے میں رہتے ہوئے ان کی پیشانی پر کبھی بل نہیں دیکھے ۔ سب ہستیاں میری خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتیں بلکہ ہر وقت آگے پیچھے رہتے ہیں۔ میں سب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان کو کامیاب وکامران فرمائے اور دین ودنیا میں شاد وآباد رکھے اور دولت دارین سے سرفراز فرمائے۔

آمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ .

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

## سلسلہ نوشاہیہ قادریہ کے شیخ

# پیر سید معروف حسین عارف دامت برکاتہم

میں وطن عزیز پاکستان سے اس سال یکم جولائی ۲۰۰۶ء کو اپنے تبلیغی دورے پر روانہ ہوا۔ میرا قیام ۲ جولائی سے ۲۵ اگست تک سرزمین انگلستان کے شہر بریڈفورڈ میں عالمی مبلغ اسلام، شیخ المشائخ، پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ہاں رہا۔ حضرت پیر صاحب کے اس شہر میں تقریباً سولہ ادارے ہیں جن میں اسلام کا کام بڑی دل جمعی سے ہو رہا ہے، مسلک حقہ اہلسنت وجماعت کی تعلیمات سے ہماری قوم کا بچہ بچہ فیض حاصل کر رہا ہے۔ پیر صاحب بڑے کہنہ مشق شاعر، جید عالم دین، راسخ العقیدہ صوفی بزرگ پیر طریقت، رہبر شریعت ہونے کے ساتھ بڑے دانشور بھی ہیں۔

عقیدت مندوں کی تربیت اور نظریہ اہل سنت کے فروغ کے ساتھ ساتھ ان کی مطالعاتی زندگی بڑی وسیع ہے۔ ان کی بہت بڑی ذاتی لائبریری ہے جس میں نادر اور بہت سی نایاب کتب کا ذخیرہ ہے۔

عالم اسلام کے اکثر علماء، مشائخ، اور دانشور سرزمین انگلستان میں انہی کے مہمان خانے میں ٹھہرتے ہیں۔ اتنی مقبولیت شاید ہی کسی ہستی کو ملے جتنی کہ پیر صاحب کو اس زمانے میں حاصل ہے امریکہ، انگلستان، ہالینڈ، جرمنی، پاکستان، آزاد کشمیر اور دیگر بہت سی جگہوں پر آپ کی مساعی جمیلہ سے اسلام کا کام بہت بہتر طریقے سے ہو رہا ہے۔

### میرا قیام خلیفہ محمد یونس اویسی کے ہاں

باہر سے آنے والوں کے لئے ان کا خاص مہمان خانہ ہے جس میں آنے

والوں کی خاطر مدارت کے لئے ہر قسم کا انتظام موجود ہے۔ مگر مجھے آپ اپنے معتمد خاص اور مرید باوفا الحاج خلیفہ محمد یونس اویسی نوشاہی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے درِ دولت پر ٹھہراتے ہیں۔ قبلہ اویسی صاحب بڑے ملنسار اور شفیق ساتھی ہیں ان کے دستر خوان پر بڑے بڑے لوگوں کی آمد رہتی ہے۔

## قاری عبدالقیوم الفت

سرزمین انگلستان میں ناچیز کا خصوصی تعلق اور دوستانہ الحاج خلیفہ قاری محمد عبدالقیوم الفت نوشاہی دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ ہے۔ قاریِ عبدالقیوم الفت نوشاہی صاحب بڑے عقلمند، دانا اور زیرک انسان ہیں، عوام وخواص میں یکساں مقبول اور ہر دلعزیز ہیں قیام انگلستان میں مجھے جب بھی کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے حضرت پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی دامت برکاتہم کی ذاتی لائبریری سے مجھے کتابیں دیکھنے کو مل جاتیں اگر وہاں قیام کے دوران لکھتا تو مجھے کتب سے حوالہ جات تلاش کرنے میں یقینی طور کوئی دقت نہ ہوتی ادھر امریکہ میں رہتے ہوئے جو کتابیں میسر آتی ہیں ان سے استفادہ کرتا ہوں۔

## وقت چاشت

اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

(عالمگیری، ردالمحتار)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

# صلوٰۃ الاوابین

غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد چھ رکعات نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تین سلام کے ساتھ یعنی دو دو کی نیت سے اس نماز کو اوابین کہتے ہیں۔ دیگر نمازوں اشراق اور چاشت وغیرہ کی طرح یہ نماز بھی مستحب ہے اس کی بہت سی فضیلتیں حدیث کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں۔ اس کی کم از کم چار اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں۔ اس کا وقت مغرب کے بعد سے لے کر نماز عشاء سے پہلے تک ہے امت مسلمہ کا ہمیشہ سے اس پر معمول چلا آ رہا ہے اور اس میں بہت زیادہ ثواب ہے حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَھُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشَرَ سَنَةً۔

(جامع ترمذی ۱/۹۸)

ترجمہ: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعات پڑھے جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوں گی۔

اگرچہ بعض نے درج بالا حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن چونکہ اس کا تعلق فضائل سے ہے اور فضائل اعمال میں ضعیف احادیث بھی قابل قبول ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ کسی اصولی بات سے نہ ٹکرائے جس طرح کہ محدثین کا کہنا ہے۔

اِنَّ الْحَدِیْثَ الضَّعِیْفَ مُعْتَبَرٌ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ۔

(مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ محقق ص ۶)

ترجمہ: بے شک حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر مانی جاتی ہے۔

اور پھر اس میں امت مسلمہ کا معمول بھی ہے اور محدثین نے کئی طرق سے اس کو بیان کیا ہے ایسی صورت میں اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث اور پڑھیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ .

(جامع ترمذی ۹۸/۱)

ترجمہ: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اوابین چھ رکعات سے بیس رکعات تک ہیں اس میں پہلی دو رکعتین سنت مؤکدہ ہیں بقیہ سب مستحب ہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# صلوٰۃ اللیل ونمازِ تہجد

صلوٰۃ اللیل کا آسان اور سادہ سا مفہوم ہے رات کی نماز، رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں۔ اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ بڑی مشہور روایت ہے جس کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا۔

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَۃِ صَلٰوۃٌ فِیْ جَوْفِ الَّیْلِ۔

یعنی فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو نصف رات میں پڑھی جاتی ہے۔ صلوٰۃ اللیل کی ہی ایک قسم تہجد کی نماز ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں تو نوافل پڑھیں، ان کی تعداد کم از کم دو رکعات اور زیادہ آٹھ رکعات ہیں۔

## رات ڈھلنے پر رب کی رحمت اپنے جوبن پر ہوتی ہے

رات ڈھلنے پر رب کی رحمت اپنے عروج اور اپنے جوبن پر ہوتی ہے چونکہ صلوٰۃ اللیل اور نماز تہجد رات میں پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کی فضیلت میں ایک حدیث یہاں درج کی جات ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کریم کے ساتھ ہر رات کی جب پچھلی تہائی باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا پر تجلی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطاء کروں ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کروں۔

(صحیح البخاری ۱۵۳/۱)

## رمضان المبارک کے بعد محرم الحرام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ .

(جامع ترمذی ۱/۹۹)

ترجمہ: اللہ کے مہینے رمضان المبارک کے روزے کے بعد سب سے افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔

## رات کی نماز پڑھنے والا ذاکرین میں لکھا جاتا ہے

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَيْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَ فِى الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ .

(سنن ابی داؤد ۱/۱۹۲)

ترجمہ: یعنی جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے گھر والوں کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعات نماز پڑھیں وہ ذاکرین اور ذاکرات میں لکھے جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ اِمْرَاَتَهُ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِىْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِىْ وَجْهِهِ الْمَاءَ .

(سنن ابی داؤد ۱/۱۹۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے رات کو خود اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا پھر اگر وہ اٹھنے کے لئے تیار نہ ہوئی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس عورت پر رات کو نماز کے

لئے خود اٹھی اور اپنے خاوند کو جگایا پھر اگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

## نماز تہجد میں باقاعدگی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد شروع کر کے ترک کرنے سے روکا ہے۔ ہمارے ہاں بعض لوگوں کی عادت ہے کبھی شروع کی، کبھی چھوڑ دی، کبھی عبادت کرنے کا جنون سر پر سوار ہوا، تو چند دن بڑی پابندی سے پڑھی اور بعد غفلت میں ایسے ڈوبے کہ تہجد تو الگ رہی فجر بھی ہاتھ سے جانے لگی۔ خبردار، ہوشیار پانچ وقت کی نماز کبھی نہ چھوڑنا، پہلے پنجگانہ نماز کی عادت ڈالو بعد میں نوافل کی طرف قدم بڑھاؤ۔ جب شروع کرو تو پھر اس پر ہمیشگی اختیار کرو پھر دیکھو رب کی رحمتیں کس انداز کے ساتھ برستی ہیں اور بندے کی خالی جھولی کس طرح رب کی رحمت سے بھرپور ہوتی ہے۔

ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ.

(صحیح البخاری ۱/۱۵۴)

ترجمہ: اے عبداللہ تو اس شخص کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔

اور ایک حدیث جس کی راویہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ.

ترجمہ: اللہ کو پسندیدہ عمل دائمی ہے اگرچہ تھوڑا ہو۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دائمی عمل اگرچہ تھوڑا ہو اچھا ہے اور عارضی اور وقتی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو پسندیدہ نہیں ہے۔

## تہجد کے وقت مسواک کرنا

جب بندہ سو کر اٹھتا ہے تو سونے کے بعد اٹھنے پر اس کا منہ لعاب سے بھر جاتا ہے جس کی وجہ منہ کا ذائقہ بھی اپنی اصل پر نہیں رہتا اور منہ سے عجیب قسم کی بسانت آنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اس لئے صبح بیداری کے وقت مسواک کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا رحمت ہیں اور سر سے لے کر پاؤں تک نور کے سانچے میں ڈھل کر تشریف فرما ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعلیم امت کے لئے مسواک کو اپنا معمول بنایا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ.

(صحیح البخاری ۱/۱۵۳)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے وقت اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک سے صاف فرماتے تھے۔

## اللہ کو پسندیدہ عمل

جو شخص دو تہائی رات کو سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا چاہے تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی رات میں سوئے اور درمیانی شب میں جاگ کر عبادت کرے۔ اور اگر رات کا آدھا حصہ جاگنا چاہتا ہے اور آدھا سونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ رات کا پہلا حصہ سوئے اور دوسرا حصہ جاگ کر عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ عمل بھی یہی ہے۔

حدیث ملاحظہ کیجیے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ وَکَانَ یَنَامُ نِصْفَ

اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا

(صحیح البخاری ۱/۱۵۲)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے وہ آدھی رات سوتے تہائی رات قیام کرتے اور رات کے چھٹے حصے میں پھر سوتے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یعنی روزہ نہ رکھتے۔

## تہجد کی دعا

رات کے اس وقت میں رب کی رحمت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ ذات رب ذوالجلال اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کی رحمت پکار پکار کر مخلوق کو اپنی طرف بلاتی ہے آوازیں آتی ہیں خواب غفلت میں پڑے رہنے والو اٹھو اپنا مقدر سنوار لو وہ دینا چاہتا ہے، عطا کی جھولی سے رحمت اتر رہی ہے، اٹھو کشکول طلب بڑھاؤ، جھولیاں پھیلاؤ، خیرات بٹ رہی ہے، ہے کوئی جو گناہوں کی معافی مانگے کہ اسے رحمتِ الٰہی سے ڈھانپا جائے، ہے کوئی رزق کی تنگی کا شکوہ کرنے والا کا اس کو رزق کی فراوانی عطا کی جائے، ہم پڑے رہتے ہیں۔ صدائیں دیتا رہتا ہے، ہم سوئے رہے وہ ابر کرم برساتا رہا، وہ عطائیں اور نوازشیں کرنا چاہتا ہے۔ ایسے سہانے وقت میں کسی خوش نصیب کو جاگنا نصیب ہو، یہ سہانی گھڑیاں اس کا مقدر ہو جائیں تو دیگر دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی ضرور مانگے جو ہمارے پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاۤئُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ

وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَااَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ ۔

(صحیح بخاری ۱/۱۵۱)

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ تیرے لئے حمد ہے تو زمین وآسمان اور جو کچھ اس میں ہے اس کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لئے حمد ہے تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان رہنے والی چیزوں کا نور (یعنی نور عطا کرنے والا ہے) اور تیرے لئے حمد ہے کہ تو زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے اور تیرے لئے ہی حمد ہے کہ تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے، اور تیری ملاقات حق ہے، اور تیری بات سچی ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ میں تیرے لئے اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا، اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیرے بھروسے پر میں (کفار سے) لڑتا ہوں اور تجھ سے فیصلہ چاہتا ہوں، بخش دے میرے پہلے گناہ اور پچھلے گناہ اور جو پوشیدہ ہوئے اور جو کھلم کھلا ہوئے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ وہ دعا ہے جس کے مانگنے والے کی تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں، مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں، پریشانیاں دور ہوجاتی ہیں اور یہ دعا کر کے مراد مانگے تو گو ہر مراد حاصل ہوجاتا ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح کو بڑی مرکزی اہمیت حاصل ہے یہ نماز امت مسلمہ میں آغاز اسلام سے ہی بڑے ذوق وشوق سے پڑھی جارہی ہے، اس نماز کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ بعض محققین کا فرمان ہے کہ اس کی بزرگی اور فضیلت سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی اور فرمایا اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تو کو نہ دوں، کیا میں تمہارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اگلے، پچھلے۔ پرانے، نئے۔ جو بھول کر کئے اور جو جان بوجھ کر کئے، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر، اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی تعلیم فرمائی، پھر فرمایا اگر تم سے ہوسکے تو ہر روز ایک بار پڑھو، اگر ہر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرسکو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرسکو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرسکو تو عمر بھر میں ایک بار ضرور پڑھو۔

ہمارے ہاں اس کی ترکیب وہ ہے جو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں مذکور ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھیے۔ (سنن ابی داود ۱/۱۹۱۔ جامع الترمذی ۱/۱۰۹)

تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو اور

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر پندرہ بار پڑھے پھر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر پھر دس بار یہی کلمات یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے۔ پھر رکوع کرے

اور رکوع میں دس بار پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لك الحمد کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ میں جائے اور سجدہ میں دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور دونوں سجدوں کے درمیان دس بار یہی تسبیح پڑھے، پھر دوسرے سجدے میں جائے اور دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ اسی طرح چار رکعات پڑھے، ہر رکعت میں پچھتر بار اور چاروں رکعتوں میں کل تین سو بار ہوئیں۔

☆......رکوع و سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (بہار شریعت)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھی جائیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا سورۃ تکاثر اور سورۃ العصر اور قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد اور بعض نے کہا ہے کہ سورۃ الحدید اور سورۃ الحشر اور سورۃ الصف اور سورۃ التغابن پڑھے۔ (درمختار)

☆......اگر کسی خطا سے سجدہ سہو واجب ہو تو سہو کے دونوں سجدوں میں یہ تسبیحات نہ پڑھیں۔ (بہار شریعت)

☆......اگر کسی جگہ بھول کر تسبیحات نہ پڑھیں ہوں تو دوسرے جگہ پڑھ لیں تا کہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہاں پڑھ لیں مثلاً قومہ میں بھولا تو سجدہ میں پڑھے اور رکوع میں بھولا تو بھی سجدہ ہی میں پڑھے اور رکوع میں بھولے تو قومہ میں نہ پڑھے اور سجدہ میں بھولا تو جلسہ میں نہ پڑھے۔ اس لئے کہ قومہ اور جلسہ کی مقدار تھوڑی ہے۔ (ردالمختار)

## قومہ

☆......یاد رکھنا چاہیے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ (عامہ کتب)

### جلسہ

☆......دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھ رانوں پر رکھ کر دوزانوں بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

## نماز حاجات

بندہ ہر لمحہ محتاج ہے، انسانی زندگی ضرورتوں سے بھری پڑی ہے۔ کوئی گھڑی ایسی نہیں جب انسان کو نت نئی ضرورتوں کا سامنا نہ ہو، ہر موڑ پر نئی مشکلات، ہر روز ایک سے بڑھ کر ایک ضرورت، زندگی کیسے رخ بدلتی ہے حالات کدھر جاتے ہیں بدلتے موسموں کی طرح، ڈھلتے اور چڑھتے سایوں کی طرح حاجتیں، ضرورتیں ہر وقت انسان کے ساتھ ہیں ان سے فارغ البالی ناممکن ہے اور ان کا پورا کرنا رب ذوالجلال کا کام ہے اسی لیے بارگاہ صمدیت میں گڑگڑا کر اور رو رو کر دعا کرنی چاہیے۔ حدیث میں ہے

اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ

ترجمہ: بے شک دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم کام پیش آتا تو نماز پڑھتے۔

نماز حاجات کے لئے دو رکعت یا چار رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ آیت الکرسی تین بار اور بقیہ تینوں رکعتوں میں قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔

اور ایک حدیث میں اس طرح ہے جس کے راوی عبداللہ بن ابی اوفی ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَتْ لَهُ إِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ اَوْ إِلَى اَحَدٍ مِنْ بَنِيْ آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف ہو تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کرے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے ثُمَّ لِيَقُلْ پھر پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

(جامع ترمذی ۱/۱۰۹،۱۰۸)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے پاک ہے اللہ عرش عظیم کا مالک ہے تمام تعریف اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع، ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں، میرے ہر گناہ کو بخش دے۔ میرے ہر غم کو دور کر دے اور میری ہر حاجت کو جو تیری رضا کے موافق ہو پورا کر دے۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانے والے۔

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، عرض

کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمادے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے کہ دعا کروں اور چاہے تو صبر کر، اور یہ تیرے لیے بہتر ہے انہوں نے عرض کیا حضور دعا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر اور اچھا وضو کر، اور دو رکعات نماز پڑھ کر ان لفظوں کے ساتھ دعا کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ۔

(سنن ابن ماجه مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی ص: ۹۹)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو نبی رحمۃ ہیں یا محمد صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اور بعض کتب میں یہ بھی ہے کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم اٹھنے نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس واپس آئے گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔

اس حدیث کے حوالہ جات اور ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز اور نفسِ ایصالِ ثواب کے جواز کے لئے مؤلفِ کتاب ہذا کی کتاب "حسن المعاقبة بایصال ثواب العبادة" کا مطالعہ ضرور کیجئے تا کہ حق کی پہچان کے لئے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کے لئے دلائل دستیاب ہوں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# نمازِ استخارہ

جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہو یا کوئی ایسا کام کرنا ہو جس میں دل کسی ایک طرف نہ جمتا ہو، کبھی ایک طرف ہو، کبھی خیال دوسری طرف، مثلاً سفر پر جانا ہو یا کسی سے شراکت کرنی ہو یا کوئی عہد و پیمان کرنا ہو، یا کسی سے رشتہ طے کرنا ہو، یا کوئی نئی چیز خریدنی ہو تو اپنے کام میں اللہ سے مدد طلب کرنے اور اس کی رضا معلوم کرنے کے لئے استخارہ کیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دی ہے۔

## استخارہ کی تعلیم

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جیسے قرآن کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ حدیث میں ہے جس کے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

(صحيح بخاری ١/١٥٥، جامع الترمذی ١/١٠٩، سنن ابی داؤد ١/٢٢٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استخارہ کی تعلیم ہم کو تمام امور میں ایسے دیتے تھے جیسے قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیتے تھے۔

يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ

ترجمہ: فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پھر یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ

وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں جانتا نہیں، اور غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ میرے لئے یہ کام بہتر ہے میرے دین و معیشت یا انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو میرے لئے مقدر کردے آسان کو، پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ تو اس کو مجھ سے پھیر اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔

☆...... مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے آخر الحمد للہ اور درود شریف پڑھے۔ (درمختار)

☆...... پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یاایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھے۔ (درمختار)

☆...... بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرلے، ایک حدیث میں ہے کہ اے انس جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب سے اس میں سات بار استخارہ کرے پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا ہے کہ بے شک اسی میں خیر ہے۔ اور بعض مشائخ کا فرمان ہے کہ دعائے مذکورہ پڑھ کر باطہارت قبلہ رو سو رہے۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے اس سے بچے۔ (درمختار)

☆...... استخارہ اس وقت تک ہے جب تک رائے ایک طرف جم نہ چکی ہو۔

# صدقہ فطر کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَصَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(صحیح البخاری ۱/۲۰۴)

ترجمہ: اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام و آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے ہر مسلمان پر مقرر کیا ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِیًا فِیْ فِجَاجِ مَکَّۃَ اِلَّا اَنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ۔

(جامع ترمذی ۱/۱۳۶)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان پر، مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بندہ کا روضہ زمین آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک وہ صدقہ فطر ادا نہ کرے۔

(ابن عساکر)

مسئلہ: عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقہ فطر ہر مسلمان مالک نصاب مرد و عورت پر جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہوتا ہے اور مسنون یہ ہے

کہ نماز عید سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

(در مختار)

مسئلہ: عاقل، بالغ ہونا صدقہ فطر کے لئے شرط نہیں، نابالغ یا مجنون اگر مالک نصاب ہے تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔

(رد المحتار)

مسئلہ: مرد مالک نصاب پر اپنے اور اپنے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے جبکہ بچہ خود صاحب نصاب نہ ہو اور ماں پر خود اپنا صدقہ واجب ہے جبکہ مالک نصاب ہو چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا ماں پر واجب نہیں۔

(رد المحتار)

مسئلہ: صدقہ فطر میں سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت فی کس ادا کرنی ہوتی ہے۔

مسئلہ: جو لوگ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں وہی صدقہ فطر لینے کے بھی حق دار ہیں۔

مسئلہ: عید کے دن صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہو گیا یا کافر مسلمان ہو گیا اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# عید الفطر

عید کی نماز ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کے دو دن تھے جن میں وہ کھیل کود میں مشغول ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیسے دن ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ ان دنوں میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیل کود کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ان دو دنوں کی بجائے دو بہتر دن مقرر فرمائے ہیں۔

## عید الاضحیٰ، عید الفطر

رمضان المبارک کے فریضہ کی ادائیگی، رمضان کی راتوں کا قیام، دیگر نفلی عبادت کی قبولیت کی امید، صدقہ فطر سے اس مہینے میں ہونے والی فروگزاشتوں کا مداوا، یہ سب اللہ کے فضل وکرم سے ہے اس کے شکرانہ کے طور پر عید الفطر مناتے ہوئے دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔

## عید الفطر کا حکم:

عید الفطر کی نماز واجب ہے نماز عید سے پہلے، حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، دھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، میٹھی چیز کھانا، عیدگاہ جلد چلے جانا ایک راستہ سے جانا دوسرے سے آنا مستحب اعمال ہیں حدیث میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى ۔ (سنن ابن ماجه ص ۹۳)

ترجمہ: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تھے۔

خوشی کے اس مبارک اور مقدس دن میں چہرے پر مسکراہٹ سجانا محلہ کے لوگوں سے ملاقات کرنا، مصافحہ کرنا، معانقہ کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، درماندہ لوگوں کی خبر گیری کرنا، حال احوال پوچھنا، مریض کی عیادت کرنا، یہ وہ اچھے اعمال ہیں جو اس خوشی کو مزید دوبالا کر سکتے ہیں۔

## نماز عید

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔

لَمْ يَكُنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى

(صحیح البخاری جلد ۱ ص ۱۳۱، صحیح المسلم ۱/۲۹۰)

ترجمہ: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی۔

جابر بن سمرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ.

(صحیح المسلم جلد ۱ ص ۲۹۰)

ترجمہ: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ بغیر اذان اور اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی۔

## نماز عید سے پہلے نفل کی نماز

نماز عید سے پہلے نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے عید گاہ میں ہو یا گھر میں پڑھنے والے پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ ہو یہاں تک کہ عورت اگر گھر میں چاشت کی نماز پڑھنا چاہے تو عید کی نماز ہو جانے کے بعد پڑھے نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا بھی مکروہ ہے البتہ گھر میں پڑھ سکتے ہیں چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ

يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ۔ (صحیح بخاری ۱/ ۲۹۱)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لائے دو رکعت نماز عید پڑھائی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ اس کے بعد۔

اور ابو سعید خدری سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۹۲)

ترجمہ: اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے جب گھر کو لوٹتے تو دو رکعت پڑھتے تھے۔

## نماز عید کا وقت

نماز عید کا وقت بقدر ایک نیزہ سورج بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں جلدی کرنا پسندیدہ ہے۔

حدیث میں ہے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لئے لوگوں کے ساتھ نکلے تو انہوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذَا ذٰلِكَ حِيْنُ التَّسْبِيْحِ ۔

(سنن ابی داود ۱/ ۱۶۱، سنن ابن ماجہ ص ۹۳)

ترجمہ: اس وقت تو ہم فارغ ہو چکے ہوتے اور یہ وقت تو تسبیح کا وقت ہے۔

## نماز عید کا طریقہ

ابو عبد الرحمٰن قاسم سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے بعض صحابہ نے بتایا:

قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ

اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ لَاتَنْسَوْ كَتَكْبِيْرِ الْجَنَائِزِ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ وَقَبَضَ اِبْهَامَهٗ.

(شرح معانی الآثار ۲/۷۱ مطبوعہ المکتبة الحقانیہ)

ترجمہ: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح چار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند فرمالیا۔

ثابت ہوا کہ چار تکبیریں پہلی رکعت میں بشمول تکبیر تحریمہ کے اور چار تکبیریں دوسری رکعت میں بشمول رکوع کی تکبیر کے جس طرح کے ہمارے بلاد اسلامیہ میں عیدین کی نماز ابتدائے اسلام سے تاحال پڑھی جارہی ہے۔

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

اَنَّ سَعِيْدَ ابْنَ الْعَاصِ سَاَلَ اَبَامُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَهٗ عَلَى الْجَنَائِزِ الخ.

(سنن ابی داؤد جلد ۱/۱۷۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ)

سعید بن العاص نے ابوموسیٰ الاشعری اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں جنازہ کی طرح چار تکبیریں (بشمول تکبیر تحریمہ کے) کہتے تھے

یہ بھی پڑھیے تاکہ اطمینان قلب نصیب ہو اور مزید تسلی ہو۔

عَنْ كِرْدَوْسٍ قَالَ قَدِمَ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ فَاَرْسَلَ اِلٰى

عَبْدِاللهِ وَحُذَيْفَةَ وَاَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ وَاَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ فَسَاَلَهُمْ عَنِ التَّكْبِيْرِ فَاَسْنَدُوْا اَمْرَهُمْ اِلٰی عَبْدِاللهِ فَقَالَ عَبْدُاللهِ يَقُوْمُ فَيُكَبِّرُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْكَعُ وَيَقُوْمُ فَيَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ ثُمَّ يَرْكَعُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

ترجمہ: کردوس سے روایت ہے کہ سعید بن العاص ذی الحجہ کے مہینے میں آئے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت حذیفہ، حضرت ابومسعود انصاری اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس ایک قاصد بھیج کر عیدین کی تکبیرات کے بارے میں سوال کیا سب نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس سوال کا جواب دیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (عید پڑھنے کے لئے) کھڑا ہو اور (تکبیر تحریمہ کے بعد) تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے پھر قراءت کرے پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے......اور کھڑا ہو پھر قراءت کرے پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے پھر چوتھی تکبیر پر رکوع کرے۔

اسی روایت کو امام عبدالرزاق نے بھی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

علقمہ اور اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں سے سعید بن العاص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نماز کا طریقہ پوچھا ان دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس سوال کا جواب دیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ فِی الثَّانِيَةِ فَيَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا

(مصنف عبدالرزاق ۲۹۴/۳، ۲۹۳ مطبوعہ اسلامی بیروت ۔ المحلی ابن حزم ص ۸۳ مطبوعہ ادارۃ المنیریہ)

ترجمہ: (بشمول تکبیر تحریمہ) چار تکبیر کہے پھر قراءت کرے اور رکوع کرے پھر دوسری (رکعت کے لئے) کھڑا ہو پھر قراءت کرے پھر چار تکبیر (بشمول رکوع کی تکبیر کے) کہے۔

تکبیرات عیدین کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی سلطان المفسرین، ابوالخلفاء، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل دیکھئے:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ الْحَارِثِ ھُوَ ابْنُ نَوْفَلٍ قَالَ كَبَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْعِيْدِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ سِوٰى تَكْبِيْرَةِ الصَّلٰوةِ ۔

(المحلی ابن حزم ۸۳/۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ)

عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عید کے دن پہلی رکعت میں (بشمول تکبیر تحریمہ کے) چار تکبیرات کہیں پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر قراءت کی پھر نماز کی تکبیرات کے علاوہ تین تکبیرات کہیں۔

صاحب النعلین والسواک، فقیہ اعظم اسلام بعد از خلفاء اربعہ، استاذ امت محمدیہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ملاحظہ فرمائیے:

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْاُوْلٰى خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ بِتَكْبِيْرِ الرَّكْعَةِ وَبِتَكْبِيْرَةِ الْاِسْتِفْتَاحِ وَفِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى اَرْبَعَةً بِتَكْبِيْرَةِ الرَّكْعَةِ ۔

(مصنف عبدالرزاق ۲۹۳/۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

ترجمہ: اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع سمیت پانچ تکبیرات کہتے تھے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع سمیت چار تکبیرات کہتے تھے۔

ایک روایت اور ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجَ الْوَلِیْدُ بْنُ عُقْبَةَ اِلٰی ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَحُذَیْفَةَ وَاَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ فَقَالَ اِنَّ عِیْدَکُمْ غَدًا فَکَیْفَ اُصَلِّیْ؟ فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَخْبِرْهُ فَقَالَ اِبْدَاْ بِالصَّلٰوةِ بِلَا اَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ کَبِّرْ فِی الْاُوْلٰی خَمْسًا اَرْبَعَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ اقْرَأْ وَکَبِّرِ الْخَامِسَةَ فَارْکَعْ بِهَا ثُمَّ قُمْ فَاقْرَاْ وَالِیْ مَابَیْنَ الْقِرَاءَتَیْنِ ثُمَّ کَبِّرْ اَرْبَعًا وَارْکَعْ بِآخِرِهِنَّ۔ (کتاب الآثار ص ۵۹ مطبوعه مکتبه اثریه سانگله هل)

ترجمہ: ابراہیم کہتے ہیں کہ ولید بن عقبہ حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے پاس گیا اور کہا کل تمہاری عید ہے میں کس طرح نماز پڑھاؤں حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا اے ابوعبدالرحمٰن ا (ابوعبدالرحمٰن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس کو خبر دیجئے آپ نے فرمایا شروع کرو نماز بغیر اذان کے اور اقامت کے اور پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہو چار قراءت سے پہلے (یعنی ایک تکبیر تحریمہ اور تین عید کی تکبیریں) پھر قراءت کرو پھر پانچویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرو پھر کھڑے ہو کر قراءت اور الحمد للہ اور سورۃ کو ملاؤ پھر چار تکبیریں کہو اور چار تکبیریں کہو اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع کر لو۔

## نماز عید کا خطبہ:

نماز عید کی دو رکعات کے بعد دو خطبے ہیں اور خطبہ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو چیزیں وہاں مکروہ ہیں اس میں بھی مکروہ ہیں بجز دو باتوں کے چنانچہ حدیث میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں:

قَالَ شَهِدْتُ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکُلُّهُمْ یُصَلِّیْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

(صحیح البخاری جلد اول ص ۱۳۱۔ صحیح مسلم جلد اول ص ۲۹۸)

ترجمہ: فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہوتا رہا وہ سب خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے۔

## نماز عید میں قرأت

نماز عید میں قراءت کے بارے میں نعمان بن بشیر کی یہ روایت بڑی مشہور ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيْ الْعِيْدَيْنِ وَفِيْ الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا اَيْضًا فِيْ الصَّلَاتَيْنِ

(صحیح المسلم جلد اول صفحہ ۲۸۸)

ترجمہ: اللہ کے پیارے رسول عیدین اور جمعہ میں
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ.
تلاوت فرماتے تھے اور جب عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہو جاتے تو بھی آپ دونوں نمازوں میں اسی طرح یہ دونوں سورتیں تلاوت کرتے۔

اس لیے جمعہ اور عیدین میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت مستحب عمل ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب جمعہ اور عید اکٹھے ہو جاتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید پڑھنے کے بعد جمعہ بھی ادا فرماتے تھے۔ یہی جو عوام میں مشہور ہو گیا ہے کہ عید اور جمعۃ المبارک اگر ایک ہی دن میں اکٹھے آئیں تو یہ اچھا نہیں یہ محض عوام کا خیال ہے توہم پرستی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ جمعہ اور عید کا اکٹھا ہونا رب ذوالجلال کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہے۔

## عیدگاہ جاتے وقت راستہ تبدیل کرنا

اہل اسلام کا معمول ہے عید کی نماز کے لئے جس راستے سے جاتے ہیں واپسی پر

اس راستے کی بجائے دوسرے راستے کا انتخاب کرتے ہیں۔اس زمانے میں بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہوئے وجہ اور حکمت پوچھتے ہیں۔اس کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف میں ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ .

(صحیح البخاری ۱/ ۱۳۴)

ترجمہ:عید کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ تبدیل فرماتے تھے۔

## راستہ تبدیل کرنے کی حکمتیں

۱......شوکت اسلام کا اظہار ہو۔دونوں راستوں پر آتے جاتے مسلمانوں کو دیکھ کر غیر مسلموں پر ہیبت طاری ہو۔

۲......دونوں راستے قیامت کے دن عید پڑھنے والوں کی گواہی دیں۔

۳......دونوں راستوں کو جائے عبادت کی گزرگاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو۔

۴......چونکہ عیدگاہ کو جاتے اور آتے وقت تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے اس لیے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ متعدد جگہوں پر ذکر الٰہی ہو۔

۵......دونوں راستوں کے لوگوں سے ملاقات ہو اور سلام ودعا اور حال واحوال پوچھنے کا تبادلہ ہو۔

۶......دونوں راستوں کے ضرورت مندوں پر صدقہ وخیرات کی ترغیب حاصل ہو۔

۷......بھیڑ اور اژدہام کی وجہ سے راستہ طے کرنے میں دشواری نہ ہو۔

۸......نماز عید کے لئے جانے والے نمازیوں کے ذکر سے وہاں پر بسنے والے بے نمازیوں کے ضمیر پر چوٹ پڑے شاید اسی وجہ سے وہ بھی نمازی بن جائیں۔

## شب عید کی فضیلت

شب عید کی بہت سی فضیلت حدیث وفضائل کی کتابوں میں موجود ہیں صحابی رسول ابوامامہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔

(ابن ماجہ)

اور معاذ ابن جبل سے روایت ہے فرماتے ہیں جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لئے جنت واجب ہے ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں، راتیں اور عیدالفطر کی رات اور شعبان المعظم کی پندرہوں رات۔

## شش عید کے روزے

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ گذارنے کے بعد اور عید الفطر کی حقیقی خوشیاں سمیٹ لینے کے بعد اور غریبوں کے دکھ درد بانٹ لینے کے بعد ایک مرتبہ پھر بارگاہ الٰہی کے قرب کے متوالے ادھر لپکتے ہیں اور مزید روزوں کی مشق کرتے ہیں۔ عید الفطر کے بعد شوال المکرم کے مہینے میں چھ روزے رکھے جاتے ہیں ان کو شش عید کے روزے کہا جاتا ہے نفلی روزوں میں ان کی بڑی فضیلت ہے اس لئے چند احادیث کا مفہوم یہاں درج کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِنَ الشَّوَّالِ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ ۔

(صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۹)

ترجمہ: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو ایسا ہی ہے جیسی اس نے دہر کا روزہ رکھا۔

اور ایک حدیث میں جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورا

سال روزہ رکھا جو ایک نیکی لائے گا اسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔

(مسند امام اعظم)

ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں روزے رکھے تو وہ شخص گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کے آیا ہو۔

(طبرانی)

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان المبارک کے بعد ان چھ روزوں سے بھی شرف یاب ہوتے ہیں۔

آخر میں اس فقیر پُر تقصیر کی بارگاہ ربّ العزت میں دعا ہے کہ وہ اس مختصر سے رسالہ کو مؤلف کے لئے کفارۂ سیئات اور نجاتِ اخروی کا باعث بنائے اور قارئین کے لئے نفع بخش بنائے۔

**آمین ثم آمین بجاه النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علی الرسول خیر خلقه محمد و آله و آصحابه اجمعین .**

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

# مصنف کی دیگر کتب

حسن المعاقبة بالایصال ثواب العبادة

## ایصال ثواب

ایصال ثواب کے موضوع پر ایک پراثر اور فکرانگیز تحریر جس میں ندائے یارسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے قبروں پر پھول ڈالنے اور وما اہل بہ لغیر اللہ پر تحقیقی مواد موجود ہے

## امتیاز حق و باطل

جس میں اختلاف امت کو احسن انداز میں سلجھانے کی دعوت دی گئی ہے

## میلاد النبی

ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر ایک اچھوتی اور تحقیقی تحریر جس کو پڑھ کر آپ متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکیں گے

## لا نبی بعدہٗ

ختم نبوت کے موضوع پر ایک مکمل اور جامع تحریر

## علم ما کان و ما یکون

علوم مصطفیٰ ﷺ پر اہل سنت کا نظریہ

ناشر: ادارہ تبلیغ الاسلام

جامع مسجد خضراء ۸۱ اسٹریٹ جیکسن ہائیٹس نیویارک